REGISTERED No. 89.

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۳۹ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء | نمبر ۱۱

اخبار کی بہار

نیشنل چلڈرنس ہوم اینڈ آرفینج کے نام سے برٹن میں ایک اسکول ہے جس میں ۲۵۰ لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ اس کی ۱۴ شاخیں ہیں۔ اس اسکول کے پُرانے لڑکوں اور لڑکیوں نے اس کی مدد کے واسطے ۱۰۰۰ پونڈ عطیہ دیا ہے۔

ہمارے موجودہ وائسرائے صاحب سب سے زیادہ اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ اُن کے نام کے آگے ۲۰ مختلف قسم کے اڈرس لگتے ہیں جو اُن کو برٹش اور فارین راینٹی سے عطا ہوتے ہیں۔

کلکتہ میں ایک ایسی عجیب موٹر کار ہے۔ جس کے اوپر راج ہنس کی شکل ہے۔ جس کی آنکھیں بجلی کے ذریعہ سے روشن ہوتی ہیں۔ اُس کی چونچ ایسی بنی ہے کہ جس کے اندر سے راج ہنس کی طرح آواز نکلتی ہے۔

شان سٹیٹس میں بقول مسز ریسیلی ملی کوئی نیا گھر بنانا آسان نہیں ہے کسی گھر کے تعمیر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ بہ روحوں کو راضی کیا جاوے اور یہ بدروحیں قربانیوں کے دینے سے جن پر کچھ تھوڑا خرچ نہیں ہوتا۔ راضی کی جاتی ہیں۔

ایک انگریزی مینوفکچرر پرانے رسوں سے کپڑا بنانے میں کامیاب ہوا ہے اُس نے پُرانے رسوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے اور ان سے اچھے کپڑے بنائے ہیں۔ جنکو اُس نے سیاہ بھورے رنگوں میں رنگا ہے۔ اور اس طرح سے برٹش کالونیز میں یہ سوداگری جاری کر دی ہے۔

عدالت لندن میں مسٹر سیمن نے مسٹر وجوڈین پر پلیبل لائیبل کی نالش کی وہ انجام حفاظت ہوئی۔ مسٹر مین نے ۵۰۰ ،۲ روپیہ نقد دیکر معافی مانگی۔ وہ منظور کی گئی۔ انتخاب سے تعلق تھا۔

مونٹ پارک نام دخانی جہاز بحیرہ شمالی میں ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا۔ ۷ فروری کی خبر ہے کہ۔ جہاز مذکور کیڈیز سے پادرسٹو بھتہ جاتا تھا۔ چٹان سے ٹکر ہوئی۔ ۱۳ جانیں ضایع ہوگئیں۔

سر ولیم انگیو لندن میں فوت ہوئے۔ وہ قریب ۲½ کروڑ روپیہ چھوڑ گئے۔ جیسا کہ تار خبر سے ظاہر ہے۔

روس نے چینی علاقہ کلا پر پیر قابض ہونے کے علاوہ نو مقامات میں قنصل مقرر کرنے کا بھی نوٹس دیا۔ یعنے ہامی۔ گوش۔ گلاجا۔ شوگتشاک اور گمپ۔ اجاستائی۔ کاشغر۔ اُرمچی و کلگان۔ یہاں روسیوں کو اراضی خریدنے و مکانات بنانے کی اجازت ہوگی یہ رعب کے لئے ہے نہ کہ توسیع قلمرو کے لئے۔

بمبئی میں لامی چونام ایک چینی کے یہاں قریب ۱۵ ہزار کی چوری ہوئی تلاش جاری ہوئی۔

مجوزہ اسلامی یونیورسٹی کے چندہ کے وعدے بیس لاکھ تک پہونچے۔ بنیک بنگال میں روپیہ جمع کیا جاویگا۔

ویدک راشٹر گیت نام ایک کتاب الہ آباد میں چھاپی گئی وہ باغیانہ قرار دیگئی ہے۔

دربار کاروینشن دہلی پانچ ڈویژن پیادہ فوج و ویژن رسالہ فوجوں کے فراہم ہونگے۔ اس موقعہ پر قریب ایک لاکھ فوجیں جمع ہونگی۔ جنگی قواعد بے نظیر پیمانے پر کیجاویگی۔

عربستان کے شیعہ زیارت گاہوں کو داخلہ ترکی گورنمنٹ نے روک دیا بخیال شکایات حلیفہ کے۔

روس اور چین کے باہم سخت ناچاقی پیدا ہے۔ روس کہتا ہے کہ چین معاہدہ کے خلاف چلتا ہے۔ روسی وزیر جنگ نے خاص کنفرنس میں قرار دیا کہ چین کو ہوش میں لائیں۔ اُنکی مجبوری پیش ہے سنہ ۱۸۸۱ء کی رو سے چینی معاہدہ کی تسر الیطا پوری نہیں کی۔ اس لئے جابرانہ کارروائی لازم ہوگی۔

گیا کے راجہ جگت کشور کے ہمراہ چار اور دوسرا شکار کے لئے گئے انہوں نے آٹھ شیر ایک تیندوا - ایک جنگلی بھینسا اور بہت سے جانور شکار کئے - مگر اس شکار کا بیان جس خصوصیت کے لئے کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے صرف ایک گھنٹہ میں چار شیر مارے - اور یہ بات بالکل نئی ہوئی ہے -

موضع کوٹ رکن الدین خاں تحصیل قصور ضلع لاہور کی ایک مسلمان بیوہ نے اپنے تین ہزار روپے کی جائداد یونیورسٹی فنڈ میں وقف کر دی اور اس فنڈ میں ...۷ روپے اور چندہ جمع ہوا -

ملک معظم قیصر ہند نے بافسوس تمام اہل مدراس کی درخواست نامنظور کی - بادشاہ سلامت کو فرصت بہت کم ہے اسلئے وہ مدراس میں نہیں جا سکیں گے - تاہم ہز مجسٹی نے اہل مدراس کی وفاداری اور خیرخواہانہ خیالات کو بہت پسند کیا -

منچوریا (چین) میں طاعون سے اب تک ۹۰ ہزار آدمی مر چکے ہیں - طاعون کی پیدائش کے اسباب پر غور کرنے کے لئے بڑے بڑے ڈاکٹروں کی کمیٹی ہوگی - معلوم ہوتا ہے اس کا سبب ٹھیک طور پر اب تک سمجھ میں نہیں آتا

فرانس نے دنیا بھر کی سلطنتوں کے پاس اس مضمون کی چٹھی بھیجی ہے کہ ہیضے اور طاعون کی روک تھام کی تدبیریں سوچنے کے لئے مئی سنہ ۱۹۱۱ء میں بمقام پیرس ایک خاص جلسہ ہوگا اس میں سب سلطنتوں کو اپنے اپنے ڈاکٹر بھیجنے چاہئیں -

ترکی گورنمنٹ نے گورنمنٹ فرانس کی منظوری سے ایک فرانسیسی بنک سے پچاس لاکھ ترکی پونڈ قرض لیا - اس روپیہ سے سڑکیں بنائی جاوینگی - اور ان کے ٹھیکہ دار فرانس کے ہی آدمی ہونگے -

تین مہینے کے اندر ہندوستان میں تیس لاکھ اشرفیاں آچکی ہیں - گورنمنٹ کا منشا ہے کہ اس ملک میں سونے کا زیادہ رواج ہو جاوے -

تار کی بہار

تار آمدہ لنڈن ۴ مارچ سے معلوم ہوا کہ لارڈ کریو شام کے وقت سے دفعتاً بیمار ہو گئے جس کے سبب سے سب جگہ تشویش ہو گئی - اور بیماری کی وجہ سے لارڈ موصوف ۲ ماہ تک کسی کام میں مصروف نہیں ہو سکتے -

بعد کی خبر ہے کہ اب انکی طبیعت رو بصحت ہو -

چین میں سخت کال کی خبر آئی ہے جو سنہ ۱۹۰۶ء سے بھی سخت بتایا جاتا ہے - یہ کال کی سختی انہیوی اور کیانگسو میں زیادہ محسوس ہوئی ہے - سنگھائی کے نزدیک دو ہزار قحط زدہ لوگوں کا گروہ نظر آیا ہے -

فارین ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ذیل کا پروانہ جاری ہوا ہے - "ہم کو خبر ملی ہو کہ بوجہ ہندوستان میں چند ہی روز قیام کرنے کے بادشاہ سلامت افسوس کیساتھ خبر دیتے ہیں کہ وہ عمارتوں کی بنیاد ڈالنے اور ہسپتال کھولنے کے کاموں میں شامل نہ ہو سکینگے"

لنڈن میں چینی طلبا کے رہنے کے واسطے ایک مقام کھولا جاویگا - چینی وزیر بہت گرمجوشی کیساتھ اس کی تائید کرتے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ طلبا کے واسطے ایک عمدہ جگہ بنائی جاوے جہاں وہ ایک دوسرے سے ملسکیں

ایک نوجوان ایرانی نے خودکشی کر لی کیونکہ اس کو تپ دق کا عارضہ تھا - خودکشی کرنے کے پیشتر اس نے اپنے دوستوں کو کئی خط بھیجے جن میں لکھا تھا کہ بدھ کے صبح میری لاش کو عدن گارڈن کے قریب دیکھو گے - خط پاتے ہی ڈاکٹر کینیڈی عدن گارڈن کی جانب گئے اور لاش کو مقررشدہ جگہ پر پایا -

مشنری اور کلیسیائی خبریں

جب ولی عہد جرمنی کا قیام الہ آباد میں تھا تو شہنشاہ کی سالگرہ کے دن غازی پور کے پادری ایچ - لاربیر صاحب نے آل سینٹس کیتھیڈرل میں زبان جرمنی میں وعظ کیا اور ولی عہد جرمنی اور ان کے حکام اس عبادت میں شامل تھے -

پادری ای - ایچ - ایم - وار - ایم - اے لکھنؤ ڈایوسیس کے کینن بنائے گئے -

حال میں لاہور کے بشپ صاحب نے ترنتارن میں کئی کلیسیائیں قائم کی ہیں - ترنتارن کے حلقے میں ...۳ مہتلاشی زیر تعلیم ہیں اور ۸۸۹ بچے اسکولوں میں تعلیم پاتے ہیں جن میں سے ۱۴۱ مسیحی ہیں سنہ ۱۹۱۰ء میں اس جگہ ۵۰ روپے چندہ میں جمع ہوا تھا -

لاہور کی وائی - ایم - سی اے کی نئی عمارت کی بنیاد ۲۰ جنوری کو رکھی گئی - ڈاکٹر ڈراپیس کے وٹا صاحب نے درود پڑھا اور لاہور کے بشپ صاحب نے تقدیس کی دعا کی اس عمارت پر ۵۰ ہزار روپیہ خرچ ہونگے -

مسٹر سیج شہر نیویارک (امریکہ) میں ایک بہت مالدار لیڈی ہیں انہوں نے امریکن بائبل سوسائٹی کو اس شرط پر ۵ لاکھ روپیہ دیا تھا کہ اگر دوسرے لوگ اسی قدر روپیہ دیں اور اب معلوم ہوا ہے کہ یہ روپیہ بہم ہو گیا ہے اور امریکن بائبل سوسائٹی کے پاس اب اس وقت ۳۰ لاکھ روپیہ موجود ہے - یہ روپیہ پاک کلام کے مختلف زبانوں کے ترجمہ و اشاعت میں صرف ہوگا -

دہلی در یا میں پانی کے نل بھی لگائے جاوینگے جنکی لمبائی ۲۰ میل تک پہونچ جاویگی کام شروع ہو گیا ہے اور چھ ماہ مہینے کے اندر ختم کر دیا جاویگا -

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیح کی بخشش عامہ

نمبر ۲

واضح ہو کہ جو شخص کسی کا محتاج نہیں اور خود سب کچھ مہیا کر سکتا ہے۔ اس کو کسی کی بخشش لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ بنی انسان کو خدا نے سوائے اپنے دروازے کے کسی کا محتاج نہ بنایا تھا۔ بلکہ ہمارے ازلی باپ آدم کو پاکیزگی کی حالت میں پیدا کر کے تمام کمزوریوں سے پاک اور معصومی کی حالت میں باغ عدن میں حالت خوشحالی میں رکھا تھا۔ اور اس حالت میں آدم کسی کا محتاج نہ تھا بلکہ اُس کو تمام نعمتیں کیا جسمانی کیا روحانی بلاوقت ومحنت ومشقت کے حاصل تھیں۔ آہ! وہ حالت کیسی مبارک تھی! پر افسوس کہ وہ قائم نہ رہی اور آدم خدا کی حکم عدولی کر کے اس حالت سے گر گیا اور اس نافرمانبرداری کے سبب سے اس کی حالت بگڑ گئی اور اُس پر عدل وانصاف کا تقاضا کھڑا ہو گیا جس کو وہ بسبب گنہگار ہونے کے کا حقہ پورا نہ کر سکا اور گناہ کے سبب سے وہ اور اُس کی اولاد قہر کے عتاب کے نیچے آ گئے۔ اور حالت بگڑتے بگڑتے ابتر ہوتی چلی گئی حتی کہ خدا کی طرف سے قسم قسم کے عذاب نازل ہونے لگے۔ اور گناہ کی لعنت جو گناہ کا لازمی نتیجہ ہے۔ بربادی ڈھانے لگی۔ تو انسان کی حالت محتاج اور بیکسی اور بے بسی کی ہونے لگی۔ اور آخر کار بالکل محتاج اور بیکس بن گیا اور ہلاکت تک پہونچ گیا۔ اس حالت کو وہ خود کسی طرح بدل نہ سکتا تھا لیکن جو اُس کا خالق اور مالک تھا۔ اُسکو انسان کے ایسے حال پر رحم آیا۔ اور رحم کیوں نہ آتے کیونکہ وہ اُس کا مخلوق تھا اور پیارا مخلوق تھا۔ اُس کو منظور نہ ہوا کہ اُس کو ایسی تاریکی اور گناہ میں چھوڑ دیتا کہ وہ برباد ہو جاتا۔ اس لئے اس کو بچانے کے لئے اپنی ہی قدرت کاملہ سے نجات کی تجویز نکالی۔ اور گناہ کے گڑھے سے نکالنا چاہا۔ بشرطیکہ انسان نکلنا چاہے۔ اور جو نکلنا نہ چاہے۔ وہ اُس میں گر کر ہلاک ہو جاوے اور وہ طریقہ بخشش اور گناہوں کی معافی کا ہے۔ جس کا بیان ہم کریںگے۔

ہمارے ایک نوٹ پر جو معترضہ قادیاں اس طرح گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ:۔ " قوموں کے نور افشاں میں ریویو آف ریلیجنز کے مضمون "دین حق" پر ایک نوٹ نکلا ہے جس میں لکھا ہو کہ اگر اسلام کی ظالمانہ تعلیم اور اُس پر بے رحمی کے کارنامے بادشاہوں کی ہستی کا کسی کو یقین نہ آوے تو وہ موجودہ مسلمان سلطنتوں کی حالت کو دیکھے" اوّل تو یہ جا طرز استدلال کہ کسی مسلمان بادشاہ کے عمل پر ایسا عمل جو خود اسلام کے خلاف ہے دین اسلام کو محل اعتراض بنایا جاوے۔ ہمارا تو یہ اعتراض خود اسلام پر ہے جس کی تائید یہ مسلمان بادشاہ اپنے عمل سے کرتے ہیں۔ اگر اسلام کی تعلیم اس کے منع کرنے کی ہوتی اور وہ ایسا کرتے تو وہ اُس کے ذمہ وار گردانے جاتے پر اب تو خود ایسی تعلیم رکھتے ہوئے دین اسلام خود ذمہ وار ہے نہ کہ وہ بادشاہ جو اُس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ پھر معترض لکھتا ہے کہ " دوسرے اگر عیسائی لوگ پندرہویں صدی عیسوی کے وحشیانہ ظلموں کو جو عیسائی قوم نے یورپ میں کئے ہیں مذہب عیسایت پر شرمناک دھبہ نہیں سمجھتے تو پھر کسی مسلمان بادشاہ کے خلاف قرآن عمل کا قرآن کو کیوں ذمہ وار ٹھیرا دیا جاتا ہے" اگر عیسائی مذہب کی کتاب بائبل میں دین کے معاملے پر جبر وظلم کرنے کی تعلیم موجود ہو تو اُس کے اوپر چلنے والوں کا کوئی تصور نہیں ہے لیکن اگر ایسی تعلیم کے برخلاف تعلیم ہے۔ اور کوئی عیسائی اُس کے برعکس عمل کرتا ہے تو وہ خود اس کا ذمہ وار ہے پر بائبل پر کوئی دھبہ یا داغ لگ نہیں سکتا۔ یہ معاملہ اسلام کا نہیں ہمارا اعتراض قرآن کی تعلیم پر ہے نہ کہ اس کے مطابق عمل کرنے والوں پر کیونکہ وہ تو اُس کے موجب چلتے ہیں۔ پر عیسائیوں کے ایسے عمل خلاف انجیل ضرور قابل اعتراض ہیں۔ جن کو ہم کسی صورت سے جائز نہیں کہہ سکتے اور کسی کا حق نہیں کہ بعض لوگوں کے کسی فعل سے اصل کلام مقدس اور اسکے معتقدوں پر الزام لگا وے۔ مثلاً مرزائی لوگوں کے عقیدے سے ہم مسلمانوں کو الزام نہیں لگا سکتے جس حال میں کہ مسلمان اُنکو بے حق قرار دیتے ہیں

کچھ عرصے سے اردو اور ہندی کا سوال ہمارے ملک کے ہندو اور مسلمانوں میں چھڑا ہوا ہے۔ ہندو ہندی کے حامی ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہندی کو فروغ دیا جاوے۔ اور مسلمان اُردو کے خواہاں پائے جاتے ہیں۔ ہر اب تک اس بات کا فیصلہ نہیں

سوا کہ کونسی بات کو ترجیح دی جاوے ۔ مورخہ ۱۷ ماہ فروری سن حال تبصرہ پیپر میں ان دونوں زبانوں کے علاوہ ایک تیسری رسکرپٹ، زبان رومن کیریکٹر پیش کیگئی جو مذکورہ بالا دونوں زبانوں کے اظہار کے لئے ہر صورت سے بہتر ہے۔ اور چاہئے کہ تمام پرائمری مدرسوں میں اس کا رواج دیا جائے۔ کیونکہ اس میں اگر ضرورت پڑے تو انگریزی الفاظ کا صحت کیساتھ استعمال ہو سکتا ہے۔ جو نہ تو اُردو میں اور نہ ہندی میں استعمال ہو سکتے ہیں امید ہے کہ پروونشل کونسل میں یہ معاملہ رزولیوشن کی صورت میں پیش ہو کر گورنمنٹ کی منظوری کے لئے آئیگا۔ ہمارے خیال میں بھی یہ ہر دو زبانوں کے لئے بہتر ہوگا اور امید ہے کہ ہندو اور مسلمان صاحبان بھی رومن کیریکٹر کو ناپسند نہ کرینگے بلکہ انگریزی زبان کے سیکھنے کیلئے یہ ایک طرح سے مدد کے طور پر آسان طریقہ ہوگا۔ اور ساتھ ہی یہ ہر دو قوموں میں ایک امر زبان ہو سکتی ہے جس پر دونوں کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ اور اگر ان اقوام کو اعتراض بھی ہو۔ تاہم چاہئے کہ اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ انگریزی کی اصطلاحی محاورات نہ تو اُردو میں اور نہ ہندی میں صحت کیساتھ ادا ہو سکتے ہیں ضرور رومن کیریکٹر ہی کو رواج دینا مناسب ہوگا۔ اور چونکہ یہ کسی قوم کی زبان نہیں ہے بلکہ دونوں قوموں کی زبان کو ادا کرنے کے حروف ہیں اسلئے متفق ہو کر فائدہ کے لحاظ سے منظور کرنا چاہئے۔ ورنہ گورنمنٹ کو تو ضرور اس کو منظور کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہندی اور اُردو دونوں زبانوں میں انگریزی کے بہت سے الفاظ جو عام طور پر استعمال ہونے لگے ہیں۔ بالکل غلط لکھے جاتے ہیں اور اس طرح پر غلط الفاظ کا رواج ہوتا جاتا ہے جو بڑا عیب ہے اور رومن کیریکٹر کے رواج دینے میں یہ نقص رفع ہو جائیگا۔ بلکہ رفتہ رفتہ جب ان حروف کا بخوبی رواج ہو چکیگا تو کچہری کے تمام اُردو کے دفاتر بھی ان حروف میں ہو جانے آسان ہونگے اور اس طور سے خطوں میں قانونی دقتیں بھی رفع ہو جائینگی۔

ہمعصر ریگوٹ لاہور مطبوعہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء میں مسٹل صاحب کی پوجا کے عنوان سے ذیل کی عبارت تحریر کرتا ہے کہ "ہمارا نامہ نگار ادوم آباسی کلکتہ سے لکھتے ہیں کہ ۲۰ فروری کو ۸ بجے کے قریب ایک عمدہ جوڑی بیلوں والے چھکڑے پر ایک ایک گز اونچا اور قریباً دو فٹ قطر والا ٹل رقمی ۳۰ من پختہ رکھ کر سینکڑوں معززین کے ساتھ بازار میں ہر ایک دوکان اور گھر گھر ٹھہرا کر کے ہر ایک مارواڑی اور ہندو سے پوجا بھی پوجا کراتے اور پھول چڑھواتے اور اور اس پیتے آہستہ آہستہ سوار ہو کر جا رہے تھے۔ ٹل جی کی سواری کے آگے باجے بجتے تھے اور بھجن ہوتے تھے آدمی پر آدمی گرتا تھا اور ٹل جی مہاراج تک پہنچنے کی ہر ایک جد وجہد کرتا تھا اور استریوں پیدا ور مردوں پر استریاں گرتی تھیں۔

میں نے سوچا کہ یہ معاملہ کیا ہے آخر دریافت کرنے سے معلوم کیا کہ چھ ماہ ہوئے کہ نیپال سے ٹل جی مہاراج کے لئے پیتل تانبہ وغیرہ ۳۰ من پختہ روانہ کیا گیا تھا اور اب چند روز سے سیا گیر شی ندی کے پاس والے جگنا تھ کے مندر کے متصل خوبی مہاراج مندر کے واسطے یہ ٹل لایا گیا ہے۔ جب ٹل جی نے ۸ ناتوان کے استقبال کے لئے بہت کچھ اہتمام کیا گیا۔ قریباً ۸۰۰ روپیہ خرچ کیا گیا۔ بڑے بڑے رئیس اور معزز لوگ پیشوائی کو گئے اور اب چند روز سے ٹل جی مہاراج کے ستھاپن کرنے سے پہلے اب برہمن جپ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ شورراتری کے روز ٹل صاحب ستھاپن کئے گئے اور دور دور سے لوگ آئے اور خوب دھوم دھام مچی رہی۔"

افسوس روشنی کے زمانہ میں بھی لوگ دہاتوں کی پوجا نہیں چھوڑتے۔ نہ معلوم یہ جہالت کب تک ہندوؤں کے ہم کنار رہیگی۔

متذکرہ بالا بیان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اب تک ہمارے ملک کے بہت سے باشندے بت پرستی کی گہری جہالت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انسان کی گری ہوئی حالت کو درست کرنے کے لئے علم وعقل اور دیگر سامان کافی مدد نہیں دے سکتے بلکہ ایک عالم بالا کی زبردست قوت درکار ہے۔ جس کی خبر انجیل مقدس میں روح القدس کی پاک برکت کے نام سے ظاہر کی گئی ہے۔ اُس کی مدد اور طاقت سے انسان ایسے دہاتوں کے پھندے سے نکل سکتا ہے۔ ورنہ ایسی جہالتیں برابر قائم رہینگی۔ جو سراسر بربادی کا باعث ہیں۔

برٹش اور فارین بائیبل سوسائٹی نے زبور کے نئے اُردو ترجمے کے ملاحظہ کے واسطے بانظر ثانی کے واسطے ذیل کے صاحبان کی کمیٹی مقرر کی ہے۔

پادری احمد شاہ صاحب ایس۔ پی۔ جی میرٹھ یو۔ پی

پادری جے۔ گریہم۔ بیلی بی۔ ڈی۔ چرچ آف سکاٹلنڈ مشن وزیرآباد پنجاب۔

پادری جے۔ این۔ کارپینٹر۔ ایم۔ اے۔ سی۔ ایم۔ ایس الہ آباد۔

پادری ایس جے۔ ایڈورڈ بی۔ اے۔ سی۔ ایم۔ ایس الہ آباد۔

پادری جے دانیر لال۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ بی ایم ایس۔ دہلی

پادری ایچ۔ یو۔ وائٹ برکٹ۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ڈی۔ سی۔ ایم۔ ایس شملہ۔

مترجموں نے زبور کی کتاب کے تین حصے کرکے ابھی اس کو شائع کیا ہے۔ جو نظر ثانی کے بعد ایک جلد میں چھپ کر تیار ہو جاویگی جو اس کو اب دیکھنا چاہتا ہے چاہئیے کہ وہ منیجر پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور کے پتہ پر لکھ کر مفت منگوالے۔ وہ دیدہ اور موقعہ ہے کہ اس کو دیکھکر کمیٹی کو اس کے بارے میں صلاح دے سکے۔ تا کمیٹی وقت پر اس پر غور کرے جو کچھ عرصے کے بعد بمقام شملہ منعقد ہوگی۔

نواب لفٹنٹ گورنر ۱۰ مارچ کو فریدکوٹ سے لاہور واپس تشریف لائے

معصر آریہ مسافر جالندھر بابت ماہ جنوری ۱۹۱۱ء میں ستیارتھ پرکاش میں ہزاروں استری پرش کس طرح پوری بالیدگی کے ساتھ پیدا ہوئے ؟ کے عنوان سے ایک آرٹیکل شایع کرتا ہے جس میں وہ شت پتھ برہمن کا حوالہ دیکر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں جو سوامی دیانند صاحب نے یہ بیان لکھا ہے وہ سچ و برحق ہے۔ لیکن دیکھئے کیسی عجیب بات ہے کہ اس رسالہ میں اس کے ۱۹ صفحے پر اپنی قسم کے شاستر تھ دھرم پرچارک ایڈیٹر لکھتا ہے کے عنوان کے نیچے صاف طور سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ شت پتھ براہمن ایشور کرت نہیں بلکہ رشی کرت یعنے وہ الہامی اور وید کے موافق قابل اعتبار نہیں ہے تو پھر ایسی کتاب کی اتھارٹی پر جس کو وہ خود انسانی خیالات کا ذخیرہ سلامانتے ہیں ایک بڑی بھاری بات کی بنیاد کس طرح سے اٹھا سکتا ہے ؟ اور جو بیانات معصر نے شت پتھ براہمن کے حوالے سے صفحہ ۹ سے ۱۰ تک لکھا ہے وہ بڑا عجیب ہے۔ گویا وہ اس بات کی بڑے زور کیساتھ تائید کرتا ہے کہ وہ ہزاروں آدمی اور عورتیں زمین میں سے زمین کا پردہ پھاڑ کر شل کھنبوں کے باہر نکل آئے۔ پہلے وہ زمین کے اندر رہتے رہے اور یکدم بالیدگی شکل میں صفحہ زمین پر آموجود ہوئے۔ یہ بیان عجیب ہونے کے علاوہ الف لیلہ کے قصوں سے زیادہ دلکش معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایسی خیالی اور بناوٹی باتوں کو کون عقلمند تسلیم کر سکتا ہے۔ افسوس کہ ہمارے بھائی آریہ لوگ باوجود عالم و فاضل ہونے کے ایسی بڑھیوں کی کہانیوں کے قایل ہو جاتے ہیں اور اپنی علم سے روشن ہوئے ہوں عقل کو بھی بیکار ٹھہرا کر ایسے قصوں پر شیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کی کچھ بنیاد اور حقیقت نظر نہیں آتی۔ حالانکہ ایسی عجیب باتوں کے خیالات کی اصلی بنا ان کی کتاب وید میں صاف طور سے پائی نہیں جاتی کیونکہ وہ اس مسئلہ کے معتقد ہیں کہ جز بغیر کل کے نہیں ہو سکتے۔ تو پھر اگر اس طور سے ہزاروں آدمی پیدا ہو گئے تو پھر وہ اصول کرموں سے جنم ہونے کا رد ہو جاتا ہے +

دینی سوال و جواب

اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ :- جب قرآن کی وہ تعلیم ہو اور صحابہ کرام کی یہ کوشش ہو یہ کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ مسلمان قرآن کریم کے صریح احکام کی خلاف ورزی کرتے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ اُن کو کوئی ایسا حکم دیتے جو آیات مذکورہ کے خلاف ہوتا۔

اقول :- آیت میں تو ایک مسکین اور متحمل اور بردبار مرد خدا بننے کا نقشہ پایا جاتا ہے پر اس کے ساتھ جو تواریخ محمدی کے واقعات کا مقابلہ کر کے دیکھو تو صاف معلوم ہو جاویگا کہ اس تعلیم کیطابق عمل ہوا کہ نہیں۔ مانا کہ اس آیت میں تعلیم اچھی ہے۔ ضرور ایسا ہی بندگان خدا کو ہونا چاہیے لیکن عملی باتوں سے اس کا ثبوت ملنا مسلمانوں میں دوسری بات ہے۔ اگر ان باتوں کے مطابق عمل کیا گیا تو ہمارا کوئی اعتراض نہیں لیکن جب عمل ان کے برخلاف نظر آتا ہے تو محض تعلیم عمدہ کے موجود ہونے سے کیا فائدہ۔ جبکہ اس کا عامل کوئی نہیں۔ احکام کی خلاف ورزی تو صاف نظر آتی ہے کہ کہا کچھ جاتا ہے اور عمل کچھ ہوتا ہے۔ اور اب اگر مسلمانوں کے ایسے عمل احکام الٰہی کے مطابق مانے جاویں اس پر بھی ہمارا اعتراض قایم رہتا ہے۔ کیونکہ خدا ایسے بے جا احکام دے نہیں سکتا ہے۔

قولہ :- وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۔ یعنے عباد الرحمن وہ ہیں جو کسی نفس کو قتل نہیں کرتے۔ سوائے ایسے جو مستوجب قتل ہو۔

اقول :- جبکہ وہ مستوجب قتل کا ہی ہے۔ اور فیصلہ تو اس کا ہونا چاہیے کہ قتل جایز ہے دین کے معاملے میں کہ نہیں ؟ اور جو قتل کرتے ہیں وہ کس طرح سے عباد الرحمن کہلا سکتے ہیں ؟

قولہ :- اب اس آیت نے صاف منع کر دیا ہے کہ کسی ایسے شخص کی جان نہ لی جاوے جو قتل کا مستحق نہ ہو۔

اقول :- گذرے بیان میں ہم دکھلا دیا تھا کہ مسلمانوں نے کلمہ گو اور السلام علیکم کہنے والوں کو بھی نہ چھوڑا پر قتل کر ڈالا تو پھر کیوں ایسوں کی جان ناحق لی گئی ؟ کیا یہ ہی عبد الرحمن کا کام ہے ؟

قولہ :- اب رہی یہ بات کہ قتل کے مستحق کون لوگ ہیں ایک اور آیت میں اس کی بھی تشریح فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۔ (مایدہ ۔ ۵) یعنے جو شخص کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے بدلے یا زمین میں فساد کرنے کے قتل کرتا ہے تو وہ گویا تمام انسانوں کو قتل کرتا ہے۔

اقول :- قتل کا مستحق خونی اور فسادی ٹھہرایا گیا ہے۔ مگر یہاں تو دین کے لئے قتل ہوتا ہے جس پر ہمارا اعتراض ہے۔

قولہ :- اب اس آیت کے بموجب صرف وہی لوگ گردن مارے جانے کے مستحق ہیں جو کسی شخص کو قتل کرتے ہیں یا ملک میں فساد اور بغاوت پھیلاتے ہیں۔

اقول :- لیکن اگر یہ حق اور درست ہے تو پھر بیشمار کشت و خون کی کیا وجہ ہوئی جو عرب اور دیگر ممالک کے لوگوں کو بیرحمی سے تلوار کی دھار پر چڑھا دیا گیا اور صرف مذہب کے جوش نے اسلام کے جوشیلوں کو یہاں تک آمادہ کیا کہ وہ محض اشاعت اسلام کے لئے ہند پر بھی چڑھ آئے اور باوجود ہندوؤں کے بیشمار دولت پیش کرنے پر بھی اُن کے معبد بت شکن بننے کی اُمنگ میں مسمار کئے گئے۔ ورنہ اور کیا وجہ ہوتی ؟ افسوس ہم کو آتا ہے کہ کس طرح سے تعصب سے معمور ہو کر ایڈیٹر صاحب نے صفائی کیساتھ قتل اور جبر کے صریح فعلوں سے انکار کیا جاتا ہے۔ باقی آیندہ۔

اقتباس

بُلائے ہوئے بہت پر چُنے ہوئے تھوڑے

عنوان بالا کی چند نظیریں بائبل میں خاص خاص نوبل کے واقعات سے صاف طور سے پائی جاتی ہیں۔

۱۔ پُرانے زمانے کی دنیا کو نوح نے عام طور پر بلاہٹ الٰہی کا اشتہار سنایا کہ کشتی میں جو اُس نے بنائی تھی۔ بیٹھ کر بچ جاؤ۔ مگر صرف آٹھ جانیں بچائے جانے کیلئے چُنی گئیں۔

۲۔ میدان کے شہروں میں سے لوط نے لوگوں کو قہر الٰہی کے نازل ہونے کی خبر دی مگر صرف ۳ جانیں بچنے کے لئے چُنی گئیں۔

۳۔ ۶ لاکھ آدمی بنی اسرائیل بحر قلزم سے عجیب طور سے عبور کرائے گئے۔ مگر ملک موعودہ میں صرف دو ہی پہنچے

۴۔ گدعون مدیانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے ۳۲ ہزار آدمیوں کی فوج لیکر گیا مگر فتح حاصل کرنے کیلئے صرف ۳۰۰ چُنے گئے۔

۵۔ اسی طرح سے خداوند یسوع کی تیار شدہ نجات کے بارے میں بھی ہوگا۔ اگرچہ تمام دنیا کے لئے مفت ہے۔ مگر ان میں سے صرف چُنے ہوئے ہی نجات پاویں گے۔ اور باقی ہلاک ہونگے ؎

مراسلات

صلیب کا بہادر

ڈایوشش۔ کیا ابلوس[۵] کو اپنے بہادروں کے بل پر اعتبار نہیں۔ کا شکہ یہ گمان غلط ہو۔

زیلوس۔ کروس فیلڈ کے جنگی مگر سادہ بہادر ہم سے زور آور ہیں۔

ڈایوشش۔ زیلوس تم بھی نامرد بنے جاتے ہو۔ تمہارا دل بھی خوف سے بیٹھا جاتا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک ڈایوشش کے ہاتھ میں تلوار ہے اور جسم میں زور۔ کروس فیلڈ کے بہادروں کا خون پانی کر دینا میرے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو۔

زیلوس۔ فیصد وار میں ہمارے بہادروں کا سینہ ٹھنڈا ہوگیا۔ ڈایوشش تمہارے جیسے بہادر ہمیشہ کے لئے خاک میں سو گئے۔

ڈایوشش۔ تو کیا تمہارا مطلب ہے کہ ہم دشمن کی طاقت کو دیکھکر اپنے ہاتھوں کو تلواروں کے دستوں تک نہ لائیں۔ اور اپنے شیروں کو کندھوں پر نہ سنبھالیں۔

زیلوس۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ میں کروس فیلڈ کے بہادروں کا دل سے قائل ہوں تاہم اُن کا مقابلہ کرنا ہمیں اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

ڈایوشش۔ (آسمان کی طرف دیکھکر) زیلوس رات کا کس قدر حصہ باقی ہے۔

زیلوس۔ تھوڑا حصہ باقی ہے۔ دریائے عظیم کی دہاڑ کا شور کم ہوتا جاتا ہے

ڈایوشش۔ ہم بھاگ کتا میں رات کی سرزمین سے

جسم پر تھکاوٹ معلوم ہونے لگی۔

یہ دونوں جوان ایک بڑے آگ کے انبار کے پاس جو مشرقی دستور کے مطابق تاپنے کے لئے جلایا جاتا ہے۔ چلے گئے۔

ہیو ئلی کنگ کی مجلس*

جن لوگوں کو سوسائٹیوں میں جانیکا اتفاق پڑا ہے اور مدبرانہ خیالات پر رائے زنی کرنے کا حق ملا ہو وہ اسباب کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک سنجیدہ اور مہذب مجلس میں گفتگو کرنے یا کسی پیچیدہ مسئلہ پر غور و غوض کرنے میں کیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ یہ مجلس جس کا ذکر ہم بیان کرتے ہیں۔ مشیر ہیو ئلی کنگ کی مجلس ہے۔ جس میں مہذب اور تعلیم یافتہ نیک اطوار گروہ کے افراد شامل ہیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ کسی کو کسی پر ترجیح نہیں۔ سب ایک ہی درجے میں گنے جاتے ہیں۔ میر مجلس کا اصول بھی سب سے نیارا ہے۔ اُس نے خادم کی صورت کو اعلیٰ ترین با حیثیت مگر متکبر لوگوں سے بڑھکر بتلایا ہے۔ ہمیں اس وقت اس کی تعلیم یا اصول مجلس کا تذکرہ نہیں کرنا کیونکہ جو لوگ ہیو ئلی کنگ کی سوانح عمری سے واقف ہیں وہ بخوبی جان سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت کی اس مجلس کا مقصد محض سود ابلوس کے برخلاف جدوجہد کا ہے اور اس زور کو کم کرنے کا جس سے مقدس زمین دن بہ دن خراب ہوتی جاتی تھی۔

یہ مجلس بالکل سادہ تھی۔ اس میں کسی قسم کا تکلف نہیں کیا گیا۔ اس کے شرکا بھی بالکل سادے اور غریب صورت تھے اُن کی آنکھوں نے دنیوی شان و شوکت کو دیکھا ہی نہ تھا۔ مگر ہاں جو اس سرزمین کے رہنے والے تھے۔ وہاں کا جلال اور حشمت دنیوی شان و شوکت کو ڈھانپ دیتا ہے۔

اگرچہ اس مجلس کے شرکاء کی تعداد بھی انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ تو بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ایک چھوٹا گروہ دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کر سکتا

* خداوند مسیح کی بادشاہت ہے

۵۔ ابلوس مراد شیطان ہے



تمام قوموں کی آرزو

انسان کے دل میں ایک ایسے خدا کے لئے جو انسان کی زندگی میں شریک ہو سکے ایک زبردست خواہش پائی جاتی ہے جب یہ خواہش اپنی سیری کے اصلی مدعا مسیح کو سچا خدا اور سچا انسان ہو نہیں پاتی تو قدرتی طور پر اپنی سیری ان معبودوں میں ڈھونڈتی رہتی ہے۔ جو انسان نے خدا کی نسبت اپنے بگڑے ہوئے اور خراب خیالوں سے بنائے ہیں۔ انسان میں خوراک کی خواہش کا موجود ہونا ہی اس بات کی گواہی ہے کہ وہ خوراک کا محتاج ہے۔ چونکہ بھوک حقیقی ہے۔ اس واسطے بھوک کی سیری کے لئے خوراک بھی مہیا کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص زہریلے پھلوں سے اپنی بھوک کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہو کہ اس کی بھوک ہی کاذب ہے۔ بلکہ اُس سے اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ اُس کی بھوک اور احتیاج کو مٹانے کیلئے کہیں نہ کہیں خوراک ضرور موجود ہے۔ انسان کی اس خواہش کے خوفناک بگاڑ کی تعلیم ایک فرقہ بنام ژردوس کے عقیدے میں پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ ایک ایسے شخص کو جو شرارت مجسّم تھا خدا کا اوتار مانتے ہیں اس قسم کی مکروہ تعلیم کے ہونے پر بھی انسان کے اندر ایک ایسی زوردار خواہش کا ہونا اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایک ہے جو سچ مچ زندگی کی روٹی ہو۔

چند مہینے گزرے ہیں کہ ایک ہندو کارسپانڈنٹ نے یہ بات پیش کی تھی کہ اگر انسانی نیچر کامل ہوتی تو الہی نیچر کے زیر ہوتی۔ لیکن یہ بات اُس کی سمجھ میں نہیں آسکتی کہ اس سے جو آتش کی طرح کستا اور ستاتا ہے بری نہ ہو کیونکہ جسمانیت کا خاصہ بھی بڑا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اُس کا مطلب یہ ہے کہ انسانیت اپنی خاص نیچر کے لحاظ سے ہی بد ہے۔ باوجود اس خیال کے اُس کا یہ یقین ہے کہ اس یقین میں کہ خدا نے کرشن میں انسانی نیچر میں اپنے تئیں ملبس کیا کچھ بھی خلل انداز نہیں ہوتا بلکہ بقول اس کے اُس میں اُن گناہوں اور شرارتوں کا جو اُس اوتار کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تسلی بخش بیان پایا جاتا ہے۔ اُس نے کھلم کھلا مان لیا ہے۔ کہ کرشن میں تمام انسانی کمزوریاں اپنی مکروہ ترین صورت میں ظاہر ہو چکی ہیں"۔ قصہ کوتاہ اُس کی دلیل کا لب لباب یہ ہے کہ انسان ذات سے ہی گنہگار ہے۔ اگر خدا بھی انسان بن جاوے تو وہ بھی شریر ہو جاویگا وہ کرشن میں انسان بنا اس واسطے لازم ہوا کہ کرشن شریر ہو"۔ بلا شبہ مسیحی کے لئے اس قسم کی دلیل نہ صرف جھوٹی بلکہ کفر ہے۔ اسبات کو مان لینا کہ فلاں شخص شریر ہے۔ یہ قبول کرلینا ہے۔ کہ وہ شخص خدا سے بالکل جدا ہے "خدا نور ہے اور اُس میں تاریکی ذرہ بھی نہیں۔ (۱ یوحنا ۱: ۵-۶)

جب ایک ہندو نے کرشن کے گناہوں کو صفائی سے مان لیا تو لازمی ہوا کہ اور ہندو بھی اُس کا جواب دیں۔ اُس کا پہلا جواب دینے والا نہ صرف واقعات سے انکار ہی نہیں کرتا بلکہ اُن کو قبول کر لیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ فی الحقیقت شاستروں اور پرانوں میں بہت سے بُرے فعل کرشن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ نہ تو کرشن کی میں وکالت کرتا اور نہ ہی اُس کے گناہ کو کم کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ الہی شخص ہے۔ اس واسطے اُس میں گناہ ہو ہی نہیں سکتا بشکل یہ کہ اُس کے یقین کے بموجب کرشن الہی ہے۔ الہی شخص میں گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن تو بھی کرشن کے فعل بُرے معلوم ہوتے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ اُس کے بُرے فعلوں کی نسبت عذر بنائے جاویں۔ مثلاً کرشن کے ایک بہت مکروہ قسم کے فعل کی نسبت یہ عذر پیش کیا گیا ہے کہ یہ اُس کی الوہیت کی طرف اُس کشش کا نتیجہ ہو۔ جس کے سبب اُس کے عاشق سب کچھ ترک کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ اور وہ بچوں کی سی معصومیت میں تبدیل ہو جاتے تھے۔ آہ! اُس ہندو کی حالت جو ایک بُرے فعل کو روحانی طاقت کا فعل بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے کیسے رحم کے قابل ہے۔

ایک تیسرے ہندو نامہ نگار کو یہ جواب تسلی بخش معلوم نہیں ہوتا کرشن کی عشق مجازی کے بعض قصے ایسے ہیں جن کی تشریح کرنے میں بڑی مشکل پڑتی ہے۔ اس واسطے وہ اُن کو پھینک ہی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ برہما ویوارتا پُران جس میں کرشن کی زندگی کا بیان کیا جاتا ہے سچی کتاب نہیں ہو"۔ لیکن علاوہ ان کے اور بھی بہت سی باتیں جو معمولی کانشنس کے انسان کو بھی بُری معلوم ہوتی ہیں۔ ان باتوں کو وہ مان لیتا ہے لیکن جس طریقے سے وہ ان باتوں کی تشریح کرتا ہے وہ ہی افسوسناک طریقہ ہو۔ عشق کی سب سے اعلیٰ حالت کا بیان کرنے کے لئے وہ ایک شادی شدہ عورت کی محبت سے تشبیہ دیتا ہے جو کسی ایسے شخص سے ہو جو اُس کا خاوند نہیں بلکہ غیر شخص ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بیوی کے ملائم جذبات اپنے خاوند کی طرف ایسے زوردار نہیں ہوتے جیسا کہ ایک عورت کے اپنے یار کی طرف ہوتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے خیال کے بموجب انسان بغیر لحاظ اس امر کے کہ چال چلن مناسب ہو یا غیر مناسب خدا کے نام سے اور خدا کی خاطر قربانی کرنے سے انسان اپنے خواہش کے مقصود کو پا لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گوپیوں کی جو بھگتوں کا سب سے اعلیٰ قسم کا ایا سمجھی جاتی ہیں۔ بڑی تعظیم کی جاتی ہو یہاں تک کہ سری کرشن کی شادی شدہ بیویاں بھی رشک کھاتی ہیں۔ کیا اخلاق کے پیمانہ کو خراب کرنے کی اس سے بڑھکر کوئی دردناک گواہی ہو سکتی ہے۔ جو کرشن کی اس نامناسب روایت میں پائی جاتی ہے۔ اس تشریح سے محبت اور شہوت کے درمیان جو بڑا فرق ہے بالکل نیست کیا گیا ہے۔ اور خدا ایسی باتوں سے خوش ہوتا ہے جن کو ہم ملائم الفاظ میں نامناسب یا ناشائستہ کہتے ہیں۔

ایک چوتھے ہندو کارسپانڈنٹ کے لئے یہ جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بلاشبہ کرشن اور رادھکا میں عشق مجازی کا رشتہ تھا۔ تو بھی وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ ثابت کرے کہ یہ تعلق باقاعدہ اور شرعی شادی تھی۔ اسبات کو ثابت کرنے کیلئے اس کو سخت مشکل میں پڑنا پڑتا ہے۔ قصہ میں عورت کے خاوند کے موجود ہونے

کا صاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح سے اس کو علیحدہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ یہ کہہ کر اُس کو علیحدہ کر دیتا ہے کہ وہ جسمانی طور پر خاوند ہونے کے لائق نہ تھا۔ علاوہ ازیں دوسری مشکل یہ ہے کہ کرشن اور رادھیکا کے مابین شادی کی کوئی رسم ادا نہیں کی گئی۔ اس مشکل کو وہ اس طرح حل کرتا ہے کہ جنگلی قوم میں جس سے کرشن تعلق رکھتا تھا کسی عورت کے عشق میں مبتلا ہو کر بیج کے طور پر شادی کر لینا کوئی غیر معمولی رسم نہ تھا۔ مزید براں جنگلی قوم میں اُن لڑکیوں سے جو چھین کر لائی جاتی تھیں بغیر کسی قسم کی ظاہری رسم کے ادا کئے شادی کر لینا عزت کی بات سمجھی جاتی تھی۔ ہم پھر پوچھتے ہیں کہ اخلاق کے چہرہ کو بگاڑنے کی اس سے بڑھکر افسوسناک گواہی اور کیا ہو سکتی ہے؟

ہم نے دیکھ لیا کہ تعلیم یافتہ ہندوؤں نے چار طرح سے جواب دینے کی کوشش کی ہے جن میں کوئی بھی ایک دوسرے سے متفق نہیں ہے۔ اور یہ سب کے سب خدا کی تحقیر کرنے والے اور انسان کی اخلاقی خود آگاہی کے برخلاف ہیں۔ مثلاً ایک کہتا ہے کہ اگر خدا انسان بن جاوے تو بالضرور اُس کی زندگی میں بُرے کام پائے جاوینگے۔ کیونکہ انسان بُرا ہے۔ دوسرا کہتا ہے چونکہ خدا بُرا نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے وہ کام جو بُرے معلوم ہوتے ہیں فی الحقیقت بُرے نہیں ہیں۔ تیسرا کہتا ہے کہ محبت کی سب سے مضبوط صورت شہوت ہے۔ اس واسطے انسان کی اُس محبت کا جو خدا کی طرف ہے بیان کرنے کیلئے شادی کے رشتے کی پاکیزگی کو قربان کرنا چاہئے۔ چوتھا کہتا ہے کہ اس میں کوئی گناہ نہ تھا۔ کیونکہ چھتری شریعت کے بموجب بیج کے طور پر شادی کر سکتا تھا۔

ہم ہندوؤں کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ بلا تعصب ان باتوں پر غور کیجئے۔ دیکھئے تعلیم یافتہ ہندو کرشن کو پرمیشور کا اوتار بنانے کی کوشش میں کس طرح ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں۔ کس طرح وہ خدا کی محبت کا انسانی شہوت سے مقابلہ کر کے کفر بکتے ہیں کس طرح وہ انسانی پاکیزگی اور نیکی کے پیمانہ کو نیچا کرتے ہیں۔ سوچو کہ انسان کس طرح خدا کے لئے جو انسانی زندگی میں ظاہر ہوا جیسا اور جیسا ہے اور اُس کی یہ خواہش واجبی بھی ہے۔ دیکھئے کس طرح وہ خدا کی محبت۔ دانائی اور پاکیزگی کے لئے جو انسانی نیچر کے وسیلے ظاہر کی گئی ترستا ہو۔ غور کرو کہ کس طرح اُن شخصوں کی جن کی تم تعظیم کرتے ہو یسوع مسیح میں انسانی نیکی۔ انسانی محبت اور نیکی کی قربانی کا سب سے اعلیٰ نمونہ دیکھا ہو۔ یاد کرو ایسے اشخاص مثلاً رام موہن رائے۔ دیویندرناتھ ٹیگور پرتاپ چندر موزمدار۔ کیشب چندر سین اور اسی طرح کے کئی اور جو یسوع مسیح کو اپنے ہموطنوں کے آگے بطور نمونہ کے پیش کرتے ہیں۔ ان کو اُس کی زندگی کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ انہوں نے بدی کی نسبت عذرخواہی کرنے کی کوشش میں ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کی۔ انہوں نے یسوع مسیح کی پاکیزگی کو پہچان لیا۔ اور اُس پاکیزگی کو پیار کیا۔

اس صداقت پر دھیان کیجئے کہ وہ بھی جو زمین پر اُس کے سب سے نزدیک تھے اُس کی بے گناہی کی گواہی دیتے ہیں۔ مقدس یوحنا کہتا ہے "اُس میں گناہ نہ تھا"۔ مقدس پطرس کہتا ہے اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اُس کے دشمن بھی یہی کہتے ہیں۔ پیلاطوس نے یہودیوں سے کہا "میں اس شخص میں کچھ قصور نہیں پاتا"۔ وہ چور جو اُس کیساتھ مصلوب ہوا یہودیوں کے عام یقین کو پیش کرتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے "اُس نے کوئی برائی نہیں کی"۔ صوبہ دار جو اُس کے مصلوب ہونے کے وقت موجود تھا کہتا ہے کہ "سچ مچ یہ شخص راستباز تھا"۔

ان تمام باتوں کا اُس سخت کوشش سے مقابلہ کیجئے جو کرشن کے کاموں کی جنکو لوگ فطرتاً بُرا سمجھتے ہیں تشریح کرنے میں کی گئی ہے۔ اُن گیتوں پر غور کرو جو کرشن کے ان کاموں کو مشتہر کرنے کے لئے تمام ہندوستان میں گائے جاتے ہیں اور اپنے دلوں سے پوچھئے کہ آیا ان گیتوں سے اس ملک کے مردوں اور عورتوں کو پاک و صاف ہونے اور خدا کے زیادہ نزدیک آنے میں مدد ملتی ہے یا نہیں۔

ہم ہندو بچوں والوں سے اپیل کرتے ہیں کہ کیا آپ پسند کرینگے کہ آپکے بیٹے رادھیکا اور کرشن کے قصے کرشن کی [illegible] یا انجیل کے یسوع مسیح کی مانند۔ ہم سب سے کہتے ہیں کہ آپ کی اس خواہش کا کہ خدا آپ کے نزدیک لایا جاوے یہ تقاضہ ہے کہ انسانی نیچر خدا کے نزدیک لائی جاوے۔ آپ کی یہ خواہش شیوہ کی طرف سے اور اُس کی سیری ہو سکتی ہو۔ مگر اُس کی سیری اسی میں ہو سکتی ہے جو تمام قوموں کی آرزو ہے یعنے یسوع مسیح میں جو حقیقی انسان ہے۔ اور تو بھی حقیقی خدا بھی ہے۔

مترجم این۔ پی۔ مٹی۔

کیا بیگار بند کرنا آسان کام ہے

سانگلہ ہل چک نمبر ۱۱ ضلع گوجرانوالہ تحصیل خانقاہ ڈوگراں میں قریب ہونے کی وجہ سے اور ریلوے جنکشن میونسپل کمیٹی ذیلدار سفید پوش تھانہ نمبر ۱۱ ہونے کا۔ بیگار ہونیکے باعث سے کوئی نہ کوئی افسر آتا ہی رہتا ہے اور جہاں بیگار بلاوام کا از حد رواج اور زور ہے۔ بیگار کیلئے غریب چوہڑوں یعنی عیسائیوں کے خاندان آباد ہیں۔ جو کہ بسبب جبری بیگار بلاوام تنگ دل ہو کر حیرانی و پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اور اپنی زندگیوں سے بیزار ہو کر ہمیشہ ہائے ہائے کی صدائیں بلند آواز سے سناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور مشنری صاحبان اس ظلم کو جو کہ ان کے غریب عیسائیوں پر مہربان غریب پرور منصف مزاج گورنمنٹ پنجاب کی مرضی کے خلاف زور پکڑتا جاتا ہے۔ بند کرنے کی فکر و خواہش دکھاتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ راقم نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر اس جگہ کی بیگار بند کرنیکا ارادہ کر کے فنانشل کمشنر صاحب بہادر اور کمشنر صاحب بہادر اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اور اسسٹنٹ کمشنر صاحب بہادر اور تحصیلدار صاحب کی خدمت شریف میں بیگار کے قوانین منگانے کی درخواستیں روانہ کیں۔ یہ سب درخواستیں ۱۰ نومبر ۱۹۱۱ء کو روانہ کر دی گئی تھیں۔ اور ان کے جواب میں ہمارے مہربان فنانشل کمشنر صاحب بہادر نے اور کمشنر صاحب بہادر نے ہماری گریہ زاری پر ترس کھا کر ہمارے قوانین بیگار روانہ کرنے میں از حد امداد کی اور ہماری درخواستیں منظور کر کے چھپے ہوئے فارم دستخط کر کے



تو دینی بیگار کے ساتھ ہی ہم کو روانہ کر دیتے۔ اور ہم کو جو گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے کمشنر صاحب بہادر نے ہم کو روانہ کیا۔ ان بیچاروں کے حق میں جو کہ بسبب بیگار از حد تنگ تھے مفید ثابت ہوا اور آئندہ کو نورافشاں میں درج کرنے کو روانہ بھی کر دیا جائیگا۔ کمشنر صاحب بہادر لاہور کی اس مہربانی کے ہم دل و جان سے شکرگزار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہم کو بیگار آرڈر بھیجا اور تب ہی بیگار بند ہوئی نومبر ۱۹۱۰ء سے یکر اب تک بیگار کے واسطے ہمارے عیسائیوں کے گھروں میں کوئی سپاہی وغیرہ نہیں آیا اور اُمید کامل ہے کہ نہیں آویگا۔ لیکن وے صاحبان جو کہ اپنے تمام کاموں کو بیگار ہی سے انجام دیتے تھے راقم کی جان کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور مجھ کو اُمید ہے کہ اگر مہربان گورنمنٹ میری امداد نہ کریگی تو ضرور میرا بہت ہی بُرا حال ہوگا معاملہ دن بدن بہت بڑھتا جاتا ہے اور مجھ کو اپنی زندگی کا بہت خطرہ ہے کیونکہ مجھ کو دھمکا کر کہا جاتا ہے کہ تم نے بابت بیگار کمشنر صاحب بہادر سے بیگار آرڈر کیوں منگوایا اور لوگوں کو کیوں سنایا جس کی وجہ سے بیگار بند ہو گئی۔ اور مجھ پر میرے دوستوں پر جنہوں نے میری اس معاملے میں امداد کی ایک جھوٹا مقدمہ ۲۵۲ دفعہ میں ہمارے مخالفوں نے شروع کر رکھا ہے۔ جس میں ہمارے قریباً مبلغ ۲۰۰ روپے بھی اب تک خرچ ہو چکے ہیں اور جاری امداد کو ہر تاریخ پر ہمارے مہربان پی ہری سنگھ صاحب بہادر بیرسٹرایٹ لا اپیل پور سے تشریف لاتے ہیں۔ باقی آئندہ

حاکم علی سکریٹری پروٹسٹنٹ کلیسیا سانگلہ ہل جھو نمبر ۷ پنجاب۔

نئی تازہ تصنیفات

دو چھوٹے رسالے موسومہ بہ تقویت الایمان۔ و کاشف الاسرار قیامت۔ بزرگ پادری ٹامس ہاول صاحب کی قلم سے نکلکر نولکشور پریس میں چھاپے گئے ہیں چھوٹی تقطیع خط نہایت صاف اور کاغذ عمدہ قیمت کی نہ پوچھئے صرف [illegible] میں عبارت سلیس ہے اور اختصار ایسا ہے کہ مطلب فوت نہیں جنکا عالمانہ استدلال ثابت ہوتا ہے۔ اس عمر رسیدہ بزرگ نے اپنی سچی زندگی کے تجربات جو بائبل انجیل اور قرآن کو مطابق کرنے میں حاصل کئے ہیں۔ وہ ان رسالجات میں صاف اور صریح طور پر دکھلا دئے ہیں۔ اہل اسلام کی مسلمہ احادیث کو بھی خاصکر ان سچی اصولوں کی تائید میں قرآن کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ جو اصول سچی کہ ان رسالوں میں تالیف کئے گئے ہیں۔ مضامین کے لحاظ سے یہ رسالے از حد دلچسپ ہیں۔ یعنی ایمان کی تقویت اور انکشاف اسرار قیامت۔ جو صاحب مطالعہ فرمائینگے ان باتوں کی صداقت پائیں گے۔ جو کچھ مجھے ان کے پڑھنے سے حاصل ہوا اُس کے لئے ایک فارسی ضرب المثل لکھ دینا کافی ہوگی۔ وہو ہذا۔

آنچہ در آئینہ بیند مرد جواں
پیر اندر خشت بیند بے گماں۔

راقم میر عالم از لاہور ٹرنٹی چرچ۔

مراد آباد میں ایک ہندو
خداوند مسیح کا پختہ گواہ۔

ناظرین کو واضح ہووے کہ مراد آباد محلہ مطائی میں ایک ہندو جنکا نام دیبی صاحب دیبی ہے۔ انجیل کے معتقد اور خداوند مسیح کے پیرو ہیں۔ سو واقعہ ۲۱ فروری کمترین کو اپنے ایک عزیز کی شادی میں مراد آباد جانیکا اتفاق ہوا ۲۳ فروری بوقت دس بجے دن کے آٹھ نو آدمی ہمراہ جناب پادری ایم۔ ایل ہیرس صاحب پاسٹر ایم۔ ای مشن مراد آباد کے دیبی صاحب سے ملنے کو گئے۔ جس وقت ہم لوگ آپ کے دردولت پر پہونچے۔ آپ کو انجیل کی تلاوت اور ورد میں مشغول پایا۔ دیبی صاحب ہم لوگوں کو دیکھتے ہی فوراً کھڑے ہو کر ہر ایک کے قدم چھونے لگے۔ بعد دعا سلام کے بیٹھے بٹھائے۔ آپ کے پاس ایک لکھپتی بیٹھے ہوئے تھے جن کو پان لانے کا اشارہ کیا۔ بہت جلد ایک تھالی میں پان لائے گئے۔

بعد ازاں بابو صاحب نے چند بھجن جو خود آپ ہی نے انجیل اور خداوند مسیح کی تعریف اور شان میں بنائے ہیں۔ گاکر سنائے۔ پھر راقم قریب ایک گھنٹہ تک آپ کے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ اور اور کئی بھائیوں نے بھی آپ سے گفتگو کی۔ یہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ۲۰ برس سے میں انجیل کو پڑھ رہا ہوں اور آپ فرماتے ہیں کہ میں نے مسیح کو پالیا اور نیز کہ مجھ کو روح القدس کا بپتسمہ ملگیا۔ دیبی صاحب نے فرمایا کہ جو آتم وان اور آنند خوشی میرے دل میں ہے۔ وہ بادشاہ جارج پنجم سے بھی زیادہ ہے۔

دیبی صاحب کی طرز تقریر نہایت شیریں اور موزونانہ اور فلسفانہ ہے۔ آپ کا کچھ روپیہ بھی بنک میں جمع ہے۔ جس کا سود پچاس روپیہ ماہواری آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں قریب چار ہزار آدمی میرے ہم خیال ہیں۔

راقم نے سوال کیا کہ آپ نے دیبی صاحب ہم کیوں پسند اور مشتہر کیا۔ اس نام سے اکثر لوگ دھوکا کھا سکتے ہیں کیونکہ اس قسم کے نام اب تک لوگوں کے زبان زد اور دلنشین ہیں مثلاً کبیر صاحب۔ نانک صاحب وغیرہ۔ جواب دیا کہ اگر یہ نام ٹھوکر کا باعث ہے تو مجھ کو نام تبدیل کرنے میں کوئی عذر و انکار نہیں۔ میرا تو اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ اُس گر کو جانیں جس سے مسیح کا درشن ہوتا ہے۔ بابو صاحب نے ذیل کی بات بڑے زور کیساتھ بیان کی انجیل مقدس کو اُٹھا کر دونا کی انجیل کے ورق تھام کر کہا دیکھو انجیل تنی چھوٹی کتاب ہے جس میں نجات کا بیان ہے اور طریقہ منہج ہے۔ میرے خیال میں بابو صاحب اپنے اس بیش قیمت خیال سے اپنے دل میں یہ دو باتیں رکھتے ہیں۔

اوّل۔ انجیل کے سوائے دیگر مذاہب کی کتابوں کا طومار اور دینی رسومات کی بھرمار

دوئم:۔ خداوند مسیح کے اس قول کی تصدیق جو متی کی انجیل کے ۱۱ باب میں مرقوم ہے "کیونکہ میرا جوا ملائم اور ہلکا ہے"۔

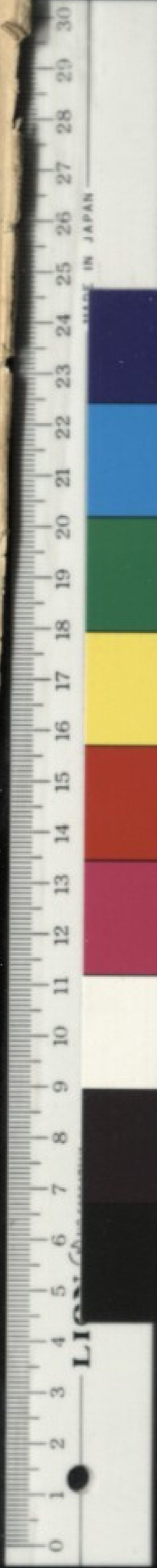
ایک اور بات کمترین نے پیش کی۔ کہ میں بزرگوار تو آپ جانتے ہیں کہ ان دنوں آریہ صاحبان بہت کچھ جوش دکھلاتے ہیں کیا آپ پر ان کا کچھ اثر ہو سکتا ہے۔

جواب دیا یہ سب پاکھنڈ کی باتیں ہیں۔ کوئی مجھ کو یسوع مسیح کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔ کون ہے جو مجھ کو اس کی پیار محبت سے جدا کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو فرصت اور پسند نہیں کہ کسی کا کھنڈن کروں۔ کھنڈن کرنے کو یسوع مسیح کی طاقت کافی ہے۔ باقی حال پھر کسی وقت تحریر کرونگا۔

فقط راقم ایم۔ سی۔ نیوٹن۔ مگل از دہرہ دون۔

طریقِ بشارت

ناظرین نورافشاں:۔ عرصہ ایک سال سے کچھ زیادہ ہوا کہ یہاں پر جناب بزرگ پادری ایچ مارٹن صاحب ڈی۔ ڈی۔ جو کہ نعمت وال سے تبدیل ہو کر علاقہ بار ضلع لائلپور میں تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے ایک نیا طریقہ بشارت کا یہاں پر جاری کیا جو کہ نہایت ہی باثر ذریعہ و تعلیم میں ترقی کا باعث ہوا ہے اور اس ترقی کے نتائج دیکھ کر مجھ خاکسار پر بھی بڑا بھاری اثر ہوا ہے۔ اور میری یہ دلی خواہش ہے کہ ہر علاقوں میں اسی طرح تعلیم کا نمونہ استعمال کیا جاوے وہ طریق تعلیم یہ ہے کہ جس وقت صاحب موصوف یہاں پر تشریف لائے اور انہوں نے یہاں یہ کام جاری کیا تو سب مسیحی منادوں اور استادوں کو اپنے پاس جمع کر کے انجیل کھولی اور ۲ تمطاؤس کا ۲:۲ آیت پڑھ کر سنائی جو یہ ہے کہ جو باتیں تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے مجھ سے سنی ہیں انہیں ایسے دیانتدار آدمیوں کو سپرد کر جو اوروں کو بھی سکھلانے کے قابل ہوں۔ یہ آیت پڑھ کر پھر انہوں نے اپنا مقصد و مطلب ظاہر کیا۔ کہ میں کئی دن و رات اسی فکر میں ہوں اور پھر انہوں نے سنایا کہ میں نے بڑی کوشش سے ایک کتاب چھپوائی ہے جس کا نام مسیح کورس ہے۔ اس میں متلاشیوں اور مسیحیوں کے واسطے جو دیہاتی ہیں تعلیم چھاپی گئی ہے اس میں متلاشیوں کے واسطے عقیدہ و دعا زبانی و درس احکام و سوال و جواب ہے۔ اور مسیحیوں کے واسطے بائبل کے چالیس سبق چھاپے گئے ہیں یہ کتاب ہر ایک مناد لے جاؤ۔ اور اپنے اپنے علاقوں کے چکوں میں جہاں جہاں مسیحی و متلاشی ہیں خوب یاد کراؤ اور ان کا مطلب بھی سمجھاؤ غرضکہ ہر ایک مسیحی نے صاحب موصوف کے حکم کی تعمیل کی اور اسی ہی کتاب کے موافق گاؤں کے مسیحیوں کو تعلیم دی گئی جس وقت سردی کے ایام میں صاحب موصوف کا دورہ اٹھا تو میں خاکسار بھی اُن کے ہمراہ تھا اور دو لیڈیز بھی ہمراہ تھیں۔ اور صاحب موصوف بھی بمعہ خاندان تھے۔ غرضیکہ جہاں کہیں مناد رہتے تھے اُن کے گاؤں کے مسیحیوں و متلاشیوں کا امتحان لیا گیا۔ ہر ایک جگہ کے مسیحیوں و متلاشیوں نے کیا مرد کیا عورت کیا لڑکا کیا لڑکی سب نے خوب ہی سنایا اور بعض جگہ کے مسیحیوں و متلاشیوں نے تو پورا کورس ہی حفظ ہی سنایا اور ساری سردیوں میں ہم دورہ کرتے رہے اور جہاں کہیں دیکھا تعلیم کا اچھا ہی نتیجہ پایا اور اس نتیجہ سے بھی بڑھ کر ایک اور بھی نیا نتیجہ دیکھا۔ وہ یہ ہے کہ جب ہم علاقہ لائلپور کے دیہاتوں کا دورہ ختم کر کے شہر لائلپور میں آئے تو یہاں پر ایک میلہ مشنری کا جو مویشیان کا ہوتا ہے شروع ہوا۔ جو کہ سال بسال یہاں پر ہوا کرتا ہے کہ مال مویشیان کی ترقی ہووے۔ اور بڑی بڑی دور سے مال آتا ہے۔ واسطے فروختگی و انعامات کے۔ اور بہت سی کمپنیاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں بعض بڑے بڑے کرتب دکھائے جاتے ہیں۔ تو اس میلے میں جو کہ اب کے شروع ہوا۔ ماہ فروری ۲۴ م سنہ ۱۹۱۱ء لغایت ۵ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء ایک قریباً ہم ہزار آدمی تھے۔ جو آئے ہوئے تھے ہر ایک اقوام کا تو اس میلے میں منادی کے واسطے شامیانہ لگایا گیا اور کئی ایک پھولداریاں و ڈیرے مسیحیوں کے رہنے کے واسطے اور جو کہ مناد باہر سے بلائے گئے تھے اُن کے رہنے کے واسطے۔ اور شامیانہ واسطے منادی و عبادت کے اور دن کو بھی اور رات کو بھی منادی کا طریقہ اس طرح پر جاری کیا گیا کہ دیہات کے مسیحیاں بمعہ اپنے ساز کے یعنی ستار و ڈھولک و طاؤس و چھینے کے ہر وقت شامیانے میں بیٹھے رہتے تھے اور مناداں۔ پہلے دعا کی جاتی تھی۔ پھر پنجابی زبور گائے جاتے تھے۔ اور بعد میں کوئی دیہات کا مسیحی کھڑا ہو کر کوئی کورس کا سبق زبانی سناتا تھا مثلاً مسیح کی پیدائش یا یوحنا کی پیدائش و حضرت آدم و ابراہیم وغیرہ کا حال جب وہ سنا چکتا تھا تو کوئی مناد اس سبق کی تفسیر بیان کرتا تھا۔ اور سب ہندو مسلمان و مسیحیان بڑی خاموشی و دلچسپی کے ساتھ سنتے تھے۔ اور کوئی بحث و مباحثہ کا کام نہ ہوا اور کوئی وقت پیش نہ آئی۔ اور کام بدستور جاری رہا۔ اور کوئی گرنتھ و قرآن کی ضرورت پیش نہ آئی۔ گویا یہ سب اسی تعلیم کا اثر ہوا کہ اس طرح سے دیہات کے مسیحی جو کہ ان پڑھ لوگ ہیں اطمینان سے میلے کے ہجوم میں کھڑے ہو کر بائبل کی تعلیم کو سنا دیا کہ سب اقوام کے لوگ سن سن کر حیران و پریشان ہوتے تھے کہ کس طرح ان پڑھ آدمی ہم سب کو بائبل کی باتیں سنا رہا ہے۔ اور ہمارے علاقہ کے منادوں کے سوا اور بھی باہر کے علاقوں سے مناد وغیرہ آئے جنہوں نے کہ ہماری بڑی ہی مدد کی اور اس منادی میں ہر ایک مشن کے مسیحی و مناد شریک تھے۔ چرچ مشن و امریکن مشن و مکتی فوج جن میں سے چند ایک صاحبان کے نام میں درج کرتا ہوں۔ بزرگ پادری احسان اللہ صاحب آر۔ پی۔ ڈیکن دہلی۔ حال مقیم گوجرہ ضلع لائلپور۔ منشی رحمت مسیح و آغا ولد از ملتان۔ بابو وارث الدین صاحب از کلارک آباد ضلع لاہور۔ ڈاکٹر دینا ناتھ صاحب از انارکلی لاہور۔ پادری ملوچند صاحب از مارٹن پور علاقہ بار۔ بزرگ پادری اے۔ بی۔ کارڈیل صاحب سانگلہ علاقہ بار





ان صاحبوں نے پنجاب سے تشریف لائے تھے۔ اور میں نے بچشم خود ایک شخص کو دیکھا کہ جس کو ان باتوں کا بہت ہی اثر ہوا میں نے اس کو یہ کہتے سنا کہ بیشک یہ روحانی تعلیم ہے وہ ایک خالصہ سکول گمالیہ کے رہنے والا تھا اور ایک اور شخص کو جو غیر قوم تھا۔ اس کو ان باتوں سے یہ اثر ہوا کہ وہ بڑے جوش میں آکر اسی وقت خداوند مسیح کے نام کا چندہ دے گیا۔

الراقم پادری پال۔ نثار علی۔ از لائل پور۔

اطلاع

جناب اڈیٹر صاحب

مہربانی کرکے نور افشاں کے ذریعہ سے خبر دیجئے کہ الموڑہ پہاڑ پر ایک وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے۔ حال ہی ہوم ہندوستانی لڑکیوں کے واسطے ماہ مئی کیم سے کھولا جاویگا۔ اس ہوم کا پتہ یہ ہے کہ کلیمنٹ لاج الموڑہ۔ یو۔ پی۔ یہ مکان قریب ایک کوس الموڑہ سے دور ہے۔ اور بڑی اونچائی پر واقعہ ہے۔ اس مکان سے برف کا منظر بہت خوشنما نظر آتا ہے اور اس مکان کے چاروں طرف کی آب و ہوا نہایت عمدہ اور دلکش ہے۔ یہ گھر عام بیمار لوگوں کے واسطے نہیں۔ اس لئے کہ مس بیلیٹ شارپ صاحبہ کے پاس ایک بڑا عمدہ ہاسپٹل ہے جو اس ہوم سے ایک کوس کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ جو لڑکیاں وائی ڈبلیو۔ سی۔ اے مکان میں رہنا چاہتی ہیں۔ اگر سینہ پھیپڑے کی بیماری کا کچھ ڈر ہو تو اُن کو میڈیکل سارٹفکیٹ دینا ہوگا۔ افسوس کی بات ہے۔ کہ اس ہوم میں جگہ کم ہے لیکن ہماری اُمید ہے کہ رفتہ رفتہ تمام ہندوستان میں لڑکیوں کی رخصت کے دنوں کے لئے بہت ایسے گھر کھولے جاوینگے کہ جہاں جسمانی اور روحانی برکتیں دونوں حاصل ہونگی۔ اس ہوم کا سارا بندوبست ہندوستانی ہوگا۔ تاکہ اسکا دام کم ہو وہ لڑکیاں ڈبلیو۔ سی۔ اے ہوم میں رہ سکتی ہیں۔ جس لڑکی کی آمدنی بیس روپیہ سے کم ہے۔ اُس کو کل خرچ سوائے دھوبی کے عــ؎ روپیہ دینا ہوگا۔ اور جنکی زیادہ آمدنی ہے انکو زیادہ دینا ہوگا۔ یہ بھی واضح ہو کہ کاٹ گودام سے پہاڑ کے سفر کا خرچ ذیل کے مطابق ہے ٹوڑنڈی کے واسطے چار آدمی چاہئے۔ فی آدمی ایک روپیہ چار آنہ دینا ہوگا۔ قلی اسباب کے واسطے ایک روپیہ چار آنہ۔ ٹوڑنڈی کے واسطے دو روپیہ آٹھ آنہ۔ ہندوستانی ڈاک بنگلہ صرف ٹھہرنے کے واسطے آٹھ آنہ۔ کل خرچ نو روپیہ چار آنہ ہوگا۔ سوائے اس کے دو دن کے کھانیکا دام دینا ہوگا۔ یا کھانا ساتھ لانا پڑیگا۔ جو کوئی الموڑہ ہوم میں آنا چاہے۔ ذیل کے پتہ پر خط لکھے۔ ماہ اپریل کی پانچویں تاریخ تک دہی پتہ ہوگا۔ ہندوستانی وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے نمبر ۲ بخش لکھنؤ۔ اور اس کے بعد کلیمنٹ لاج الموڑہ یو۔ پی۔

آپکی اسسٹنٹ مس اگنس جی۔ ہل سیکرٹری وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے۔

پنجاب ایس۔ ایس یونین

کا

سالانہ کنونشن

یہ کنونشن امسال بتاریخ ۱۱ سے ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو بمقام سیالکوٹ منعقد ہوگا۔ اس کے متعلق ایک عمدہ پروگرام تیار ہو رہا ہے۔ جس میں مسٹر اور مسز ای۔ اسا۔ اینٹ ایک بڑا حصہ لینگے۔ یہ صاحب اور میم صاحبہ موصوف خاص سنڈے اسکول کے کام کے لئے مغربی ولایت سے مقرر ہوکے آئے ہیں۔ اور تمام ملک ہند میں پھر کر لوگوں کو سنڈے اسکول کے کام کے لئے تحریک دے رہے ہیں اور خاصکر اُستادوں کو پڑھانے کی اچھی ترکیبیں سکھلاتے ہیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد کانونشن میں رہائش کے انتظام اور پروگرام کی پوری خبر دیجاویگی۔ اور اُمید ہے کہ اس جلسے سے بہت لوگ فیض حاصل کرینگے۔

الراقم فرنیڈ۔ جے۔ نیوٹن سکرٹری۔

پنجاب ایس۔ ایس۔ یونین۔

شعر و سُخن

غزل

مسیحا مرا کچھ بندہ غریب ہے۔
وہ بھی نہیں بلکہ نہایت قریب ہے۔
آئے ہے نزدیک تیرے دُور سے پھرے
سنا تیری زباں سے۔ تو طبیب ہے
اس بات سے کون ہے مُنکر۔
علاج تیرا پر شفا عجیب ہے۔
بچائے اب ہو رہا ہے فنا۔
عرض کرتا تو خدا کا حبیب ہے۔
تو نے بچایا ہمیں خود مرکر
یاد ہمیں تیرا اٹھانا صلیب ہے
جب مسیحا کی تجھ پر نظر ہے۔
سرنگر جان نے تو خوش نصیب ہے۔

از جان میکائیل سرنگر۔ لالکڑتی بازار راولپنڈی

اشتہار

۳/۱

مطلع کیا جاتا ہے کہ بیرنگ ہائی اسکول بٹالہ جو کہ ہندوستانی لڑکوں کے لئے ایک اعلیٰ درس گاہ ہے۔ مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو اس کا سال شروع ہوگا۔ اس کے متعلق پراسپیکٹس اور دیگر ضروری معلومات کیلئے پرنسپل صاحب اسکول ہذا کے نام لکھکر منگوا سکتے ہو۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی اسکول بٹالہ

مضامین

کفّارہ

زمانہ حال میں اسبات پر زور دیا جاتا ہے کہ اُمور واقعی اور ماہیت اشیا کا خاص لحاظ کیا جائے۔ یہ سچ ہے لیکن اکثر جو اس کا چرچا کرتے ہیں وہ اسبات کو نظر انداز کرتے ہیں کہ آدمی کی طبیعت اور تواریخی ماجرات بھی اُمور واقعی ہیں۔ اگر گذشتہ زمانہ کی تواریخ اور مختلف اقوام کے حالات پر نظر ڈالیں تو ایک عجیب امر توجہ طلب ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں کفارہ کا انتظام چلا آیا ہے۔ یونانیوں میں جو قدیم زمانہ میں یورپ کی قوموں کے بیچ سب سے عالم اور شائستہ قوم گزری ہے۔ یہ رواج تھا اور اسی طرح سے رومیوں بربریوں اور وحشیوں میں بھی امریکہ کے اصل باشندوں میں جب اہل یورپ نے اس ملک کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نہ صرف جانوروں کی قربانی بلکہ انسانی قربانی کا رواج تھا۔ آج تک افریقہ میں جانور اور انسان قربان کئے جاتے ہیں۔ اپنے ہندوستان ہی کو دیکھیں تو کیا پاتے ہیں کہ مختلف مقامات کے مندروں میں اب تک بھینسوں بکروں کی قربانی چڑھائی جاتی ہے۔ مثلاً جوالا مکھی اور کالی کے مندر میں۔ گنگا میں بچے ڈالے جاتے تھے۔ پہاڑیوں میں یہ رواج عام ہے۔ اگر اس کا پتہ لگائیں تو قدیم زمانوں تک پہونچتا ہے۔ چنانچہ رگ وید کے اشٹر پانچا میں سنہ شیف کا قصہ ہے کہ راجہ ہری چند کا کوئی بیٹا نہ تھا اس نے ورونا سے دُعا مانگی کہ اگر تو مجھے بیٹا عنایت کرے تو میں اُسے قربانی چڑھاؤنگا۔ اس کے بعد اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام روہیتا رکھا۔

باقی آئندہ

انتخاب الاخبار

نمائش الہ آباد کا ایک نظارہ

چشمہ کے دہنے اور بائیں تار

اور ڈاک کے محکمے وغیرہ ہیں اُن کے متعلق کل ساز و سامان کی نمائش کی گئی ہے۔ اور نمائش کے دفتر میں اس تار اور ڈاک گھر میں صرف تار اور خطوط بھیجے اور پہونچائے ہی نہیں جاتے بلکہ ان ہی محکمہ کے تمام اسرار افشاں کئے جاتے ہیں۔ تار کس طرح اور کیونکر آتے جاتے ہیں۔ ملکی۔ ولایتی۔ بری بحری۔ ڈاک کس طرح پہونچائی جاتی ہے نمونے کے طور پر چھوٹے چھوٹے دخانی جہاز اور ڈاک گاڑیاں۔

ہرکارے چٹھی رساں۔ اور ڈاک خانہ کے کل افسر اپنی اپنی وردیاں ڈانٹے (کھلونوں میں) ڈاک کی ہر قسم کی سواریاں بیل گاڑی یکہ تانگہ کشتی ڈاگن بوٹ) وغیرہ وغیرہ سب سامنے موجود۔

سنہ ۱۸۵۴ء سے آج تک جس قدر ڈاک کے ٹکٹ رائج ہوئے اُن کا مجموعہ ہندوستان کے صدہا ڈاکخانوں کے فوٹوگراف جو دور دراز سنسان مقاموں میں واقع ہیں۔ اور جہاں جانے میں ہزاروں دقتیں سینکڑوں مصیبتیں جھیلنا اور بیسیوں حادثے اُٹھانے پڑتے ہیں بجلی کے حصے میں بلا تار کے تار برقی کے کل آلہ جات اور اُن سے کام لینے کے طریقے ایک ماہر سمجھا کرتا ہے۔ فی الحال ایک کرہ کے حصے سے دوسرے حصے میں اس کے ذریعہ تار بھیجے جاتے ہیں۔ مگر بہت جلد علی پور کے اسٹیشن میں اس کا سلسلہ قائم ہونیوالا ہے۔ اس سسٹم کے دو طریقے ہیں۔ ایک معمولی اور دوسرا اسرون کے ذریعہ یہ دونوں یہاں دکھائے جاتے ہیں۔ تار برقی میں یہ بھی دکھایا جاتا ہے کہ پیغام کس طرح بجلی کے ذریعے خود بخود لکھا جاتا ہے۔ ایک طرف از خود بند ہونے والا لاکیرکس معاش کے پیشے تفصیل کے رکھا ہے۔ یہ علیحدہ کا بنا ہوا ہو۔ (فنون نفیسہ) آگے چلکر اعلیٰ اور نفیس فنون کے کورٹ ہیں۔

اس کورٹ کے سات سکشن کئے گئے ہیں (۱) سنگتراشی (۲) مصوری (۳) نقاشی (۴) فوٹوگرافی (۵) جواہرات (۶) سینگ اور ہاتھی دانت کی نقاشی (۷) تاریخ اور فنون لطیفہ کے متعلق قابل دید اور تاریخی یادگاریں ہیں۔

پچھم رخ والے حال میں عجائب خانہ لاہور کی تین بیہر باسو کا مجموعہ کپل بن کی بیٹھی ہوئی مورتیں اور مدراسی مہاتماں سنند مورتی سوامی کا بت ہے جو کہ جزیرہ لنکا سے آیا ہے۔ یہ نمونے ہندوؤں کی قدیمی کاریگری اور تہذیب کو اچھی طرح دکھاتے ہیں۔ مل رام بیروی کی قابل دید دستکاری عجائب خانہ مدراس کی نسترا جاور تاج آگرہ کے نمونے اپنے اصلاحی خوبیوں اور موجودہ سنگتراشی کیا خوب ذہن نشین کرتے ہیں۔

(جواہرات) جواہرات کے کمرہ میں مختلف مقامات کے بیش بہا جواہرات اور نہایت نادر و نایاب پتھر یکجا کئے گئے ہیں۔ اُن کی حفاظت کا بھی کافی انتظام کیا گیا ہے۔ رات دن سنگین پولیس کا پہرہ رہتا ہے اور کھڑکیوں میں سلاخیں لگائی گئی ہیں۔ اس کورٹ کے تے ہندوستان کا سونے چاندی کا کام۔ جواہر ہیرے اور لعل وغیرہ سونے چاندی کی کرسیاں۔ ہودے۔ جواہرات سے مرصع تلواریں۔ قدیم کمیاب سکے۔ ہندوستان کے دور حصوں سے کیا تبت تک سے آئی ہیں۔ اس میں زیادہ تر راجہ مہاراجوں کا اسباب ہے۔ ہندوستانی جوہریوں کا بہت کم۔ مہاراجہ بنارس کے گنگا جمنی کام کے ہودے جن میں شکار کے سین بنائے گئے ہیں۔ مثلاً شیر چیتے۔ ہرن وغیرہ۔ دبوچے بیٹھے ہیں۔ زرنگار سنہری اور ایک ہاتھی دانت کا ہودہ کہ جس کی کاریگری لوگ دیکھکر عش عش کرینگے۔ ریاست بیکانیر کی خالص شوس کی چھڑی۔ لکھنؤ کے لالہ بال گوبند جوہری کے ہزاروں روپے قیمت کے جاکے پر۔ بنارس کے نامی رئیس بابو موتی چند کی جواہرات سے لدی ہوئی خنجر ایک بیش بہا اور بہت بڑا موتی۔ سونے کے سنگھاسن اور سونے کے ہاتھی پر جس کے ایک طرف جواہرات کی گھڑی اور دوسری طرف ایک چھوٹا فوٹو فریم ہے۔ ایک گول گھڑی سونے اور چاندی کی گلاس





راجہ صاحب نیپال کے بھائی کی نقرئی کرسی۔ راجہ صاحب دیرا کا تخت طاؤسی اور حقہ رائے بہادر لالہ میلارام لاہور کا شاہ ایڈورڈ ہفتم کا چھوٹا سا نقرئی بت۔ سکندر کے وقت کا ایک چاندی کا سکہ۔ لکھو کہا روپیہ کے جو ہرن اور انگوٹھیاں جو اہرات قابل دید ہیں۔ اور رنگ کا باریک تار کا کام۔ روپیہ ڈھالنے کے فوٹو۔ الہ آباد کی بنی ہوئی گھڑی جس کی قیمت مالک نے ۲۵۰۰۰ ہزار روپیہ رکھی ہے۔ لاجونتی اور موتی جھیہ کا فوارہ بھی جس کی قیمت ۱۵۰۰ روپیہ ہے بہت نفیس ہے۔ شاہجہانی پیدائیں سینکڑوں برس کے پرانی قلمی کتابیں بھی دلچسپ ہیں۔ (شانتی)

شاہ انگلستان وقیصر ہندستان کے اختیارات

بادشاہ جارج پنجم کو انگلستان کی تخت نشینی کی حیثیت میں بہت سے حقوق اور اختیارات حاصل ہیں بہت سے تخت نشینی حقوق ہیں جو صد ہا سال سے سینہ بسینہ چلے آتے ہیں۔ اور بہت سے وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے چلے آتے ہیں اور حال ہی میں ایک حق بادشاہ کو حاصل ہوا ہے۔ کہ وہ ٹیکس وغیرہ سے مستثنےٰ کئے گئے ہیں۔ حالانکہ شاہی خاندان کے دوسرے لوگوں کو یہ ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ حق اُن کو اس لئے حاصل ہے کہ چونکہ کل رعایا سے ٹیکس اُن ہی کے لئے لیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ فضول ہے کہ اُنہیں سے ٹیکس وصول کرکے اُنہیں کو دیا جائے۔

جس وقت وہ پرنس آف ویلز تھے اُس وقت اُن کے ٹیکسوں کی تعداد پندرہ ہزار روپیہ سالانہ کے قریب تھی۔ اب اُن کو کوئی ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا۔

بادشاہ کے ذاتی اختیارات عجب نرالی قسم کے ہیں۔ مثلاً صرف وہی شخص ہیں جن کو بائیبل اور عام دعائی کتاب پڑھنے کا اختیار ہے۔ جنکو سمندر کے کناروں کے قریب لائٹ ہوس بنانے کا اختیار ہے۔ اور جنکو موٹر کار بغیر نمبر کے استعمال کرنیکا اختیار ہے۔ اور اُنکی کاڑی خواہ کتنی ہی تیزی سے چلے کوئی مزاحم نہیں ہو سکتا۔

بادشاہ رائل سٹینڈرڈ کا نقشہ تبدیل کر سکتا ہے۔ سکہ مضروب کر سکتا ہے۔ اپنی رعایا کو شہر چھوڑنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ یا کسی باہر گئے ہوئے کو واپس بلا سکتا ہے۔ کوئی زمین جو انگلستان کا باشندہ دریافت کرتا ہے۔ بادشاہ کی ہے اور معدنیات کا خزانہ بھی بادشاہ کی ملکیت ہے۔ اور جو شخص بغیر وارث کے مرتے ہیں اُن کی جائیداد وغیرہ کا مالک بھی بادشاہ ہے۔

چونکہ بادشاہ بحری اور بری فوج کا سب سے بڑا حاکم ہے اس لئے اس کو اختیار ہے کہ بغیر مشورہ پارلیمنٹ کے جسکے ساتھ چاہے جنگ کا اعلان کردے اور جس سے چاہے صلح کرے اور اپنی مرضی سے پیریج کا درجہ بخش سکتا ہے۔

علاوہ اس کے جو باتیں بادشاہ سے تعلق رکھتی ہیں سب سے اول کبھی اُن میں یہ ہے۔ کہ بادشاہ کبھی نہیں مرتا۔ وہ ہمیشہ زندہ تصور کیا جاتا ہے۔ صرف تخت و تاج کی موت واقعہ ہوتی ہے یہ مقولہ کہ بادشاہ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ بادشاہ کو ہر ایک قانون سے مبرا کر دیتا ہے۔ اس پر کبھی عدالت میں نالش نہیں ہو سکتی۔ وہ گواہی میں طلب ہو سکتا ہے۔ اُن کا وجود ہر ایک قسم کی گرفت سے مُبرا ہے اور کوئی عدالتی کارروائی ان کے برخلاف نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کسی رعایا کو اُن سے تکلیف پہنچے تو یہ اُن کے مشیروں کا قصور ہے۔

فوجداری مقدمات میں بادشاہ کو مقدمہ چلانے کا حق حاصل ہے اور رحم کا حق ان کو اختیار دیتا ہے کہ جنکو چاہیں اُن کو معاف کر دیں۔

پولیٹیکل معاملات میں گویا بادشاہ کے حقوق کم ہو گئے ہیں مگر پھر بھی بہت بھاری ہیں۔ مثلاً کسی بل کو جو دونوں پارلیمنٹ سے پاس ہو چکا ہے بادشاہ سلامت نامنظور کر سکتے ہیں۔ گو اس پر سنہ ۱۷۰۷ء سے عمل نہیں ہوا ہے جبکہ ملکہ این نے سکاٹش ملیشیا بل کو منظور کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بادشاہ کو کونسل میں شاہی اعلان جاری کرنیکا حق حاصل ہے۔ جو قانون کی طرح نافذ ہوتے ہیں۔ پارلیمنٹ کا کوئی ایکٹ بادشاہ سلامت پر عائد نہیں ہوتا۔ جب تک خاص طور پر اُس میں اُن کا ذکر نہ ہو۔ چونکہ پارلیمنٹ کا انعقاد اُنہی کی تحریک پر ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ چاہیں اُن کو ملتوی یا منسوخ کر سکتے ہیں لیکن وہ سات سال سے زیادہ کے لئے اُس کو بند نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ نئے ٹیکس ایزاد کر سکتے ہیں۔

جو حقوق اب بند ہو گئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بادشاہ جسکو وہ چاہے نائٹ ہڈ پہنا سکتا ہے۔ اگر وہ پہننے سے انکار کرے تو جو جرمانہ کی رقم ہو وہ ادا کرے۔ گذشتہ زمانہ میں بادشاہ اس طرح جب ضرورت پڑتی تھی کثیر رقمیں جرمانوں سے وصول کر لیا کرتے تھے۔ بادشاہ جس کا چاہیں جائیداد روپیہ ریاست کے بہانے پر ضبط کر سکتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے مشورے کے بغیر ٹکس ایزاد کر سکتے تھے۔ ایک منتخب شدہ ممبر کو اپنے عہدہ سے علیحدہ کر سکتے تھے۔ ایسے حقوق کے عوض میں اور حقوق ملگئے ہیں اور اب بادشاہوں نے سابق کی رسم فقط فہم کے استعمال کو بھی کم کر دیا ہے۔ (راجپوت گزٹ)

ہائے میں کیوں پڑھی

ایک وہ دن تھا کہ بھارت ورش کا بچہ بچہ کیا استری کیا پرش۔ وِدیا دیوی کی گود میں بیٹھا ہوا بہت سا شروپ اور ویدوں کے منوہر چھند وں کا چشن پاٹھن کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ ممالک غیر کے اس کی عظمت اور شان و شوکت کو دیکھ کر حسد و رشک کی آگ میں جلے مرتے تھے۔ مگر سوگ آج یہ دن ہے کہ ضلع کانگڑہ کی ایک راجپوت لڑکی جو حسن اتفاق سے اس قابل ہو گئی تھی کہ دھرم پستکوں کا مطالع کر سکے اور سندھیا اور پاسنا کرکے اپنے سوشیلتا اور دھرم حلی ہونیکا اظہار کرے۔ اُس کی قسمت کا فیصلہ ایک حجام کرتا ہے۔ اور شادی ہونے کے بعد جب وہ سسرال میں جاتی ہے۔ اور حسب دستور افشاں کے سندھیا کرنے بیٹھتی ہے ساس شور مچا کر یہ کہتی ہوئی سنائی دیتی ہے کہ یہ ڈائن ہے اور جادو کر رہی ہے۔ اُس کو گھر سے نکالدو۔ یہ ہمارے

خاندان کو کھا جاویگی۔ ہو کہ خانہ اور اُس کے پڑوسی اُسے مکر نکالدیتے ہیں ہاں اُس کے خانہ کی دوسری شادی کرکے اُسے ہمیشہ کے لئے یہ کہنے کا اپدیش دیتے ہیں کہ ہائے میں کیوں پڑ بیٹھی۔ راجپوتو بتاؤ تو سہی تمہاری یہ ہوکستا کی کوئی حد بھی ہے۔ واجب تو یہ تھا کہ تم اُس کا سنسکار کرتے تا کہ دوسری لڑکیاں اس کی پیروی کرتیں۔ مگر افسوس جہالت نے تمہیں ایسا سبق سکھلایا ہے کہ تم دن بدن بجائے ترقی کے تنزل کی غار میں جا رہے ہو۔ افسوس (م)

حضور قیصر ہند کا اعلان بادشاہ سلامت کے ہاں قیام ہندوستان میں مختصر ہوگا اس لئے بافسوس سرکاری طور سے اسبات کا اعلان ہز مجسٹی نے کر دیا ہے کہ وہ پبلک عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے یا ہسپتالوں وغیرہ کی رسم افتتاح کرنے کی درخواستوں کو منظور نہ کر سکینگے۔ (م)

سرکاری اعلان سرکاری طور سے اسبات کا اعلان کر دیا گیا ہے کہ بادشاہ سلامت جب ہندوستان میں تشریف لائیں تو سوائے مبارکباد کے اور کسی قسم کی شکایت وغیرہ کے اڈریس ہز مجسٹی کی خدمت میں پیش نہ کئے جاویں۔ دوسرا اعلان یہ شایع ہوا ہے۔ کہ بادشاہ سلامت کو کسی قسم کی پبلک عمارات ہسپتال وغیرہ کی رسم افتتاح یا سنگ بنیاد رکھنے کی بھی فرصت نہیں ہوگی۔ ایسی درخواست بھی نہ کیجاوے (م)

ہمعصر کریسنٹ مخبر ہے کہ ۱۱ فروری کو ارکل گاؤں ضلع حسن میں ایک مسلمان حال میں فوت ہوا ہے جس کی عمر ۱۱۵ برس کی تھی۔ وہ سلطان ٹیپو کے عہد میں بطور سپاہی کے ملازم تھا۔ اور اسکو میسور اور مرہٹا لڑائیوں کا حال بخوبی معلوم تھا۔

گلدستۂ اخبار

۲۱ فروری کی رات کو سرحدی لٹیرے ضلع بنوں کے قریب سے ایک ہندو لڑکے کو پکڑ کر لے گئے تھے۔ سرکاری حکام نے فوج کے سپاہی اُن کے پیچھے بھیجے۔ اِدھر اُدھر بہت کچھ دیکھ بھال کی۔ مگر یہ سود لٹیرے تو ہاتھ نہ آئے فوج نے ایک گاؤں سے سرحدی قوم کے دو صد آدمیوں کو پکڑ لیا اور انہیں لا کر جیل بنوں میں بند کر دیا اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تیسرے دن وہ لڑکا صحیح و سلامت گھر پر واپس آگیا۔

ملک معظم کے سامنے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ جشن تاجپوشی کے موقعہ پر جو پیغام آپ اپنی رعایا کو دینگے۔ وہ گراموفون میں بھر لیا جاوے تاکہ آپ کی تمام رعایا آپ کا پیغام آپ کی آواز اور اصل الفاظ میں سن سکے۔

موضع ڈومجور ضلع ہوڑہ میں ایک خوفناک ڈکیتی کی واردات ہوئی۔ ڈاکوؤں نے مالک مکان کے لحاف پر مٹی کا تیل ڈالکر آگ لگا دی جس سے وہ جل گیا۔

انجمن اسلام بمبئی ایک مسلم کالج قایم کرنے والی ہے۔ گورنر صاحب بمبئی نے انجمن اسلام کے طلبا کو انعام تقسیم کرتے ہوئے کہا۔ کہ انجمن جو کالج بنانا چاہتی ہیں۔ مجھکو اُس سے پوری ہمدردی ہے۔

اُردو کانفرنس ہند کا آئندہ سالانہ جلسہ بصدارت آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور اگلے مہینے بمقام پونا منعقد ہوگا۔ جس میں تمام صوبوں سے ایک ہزار ڈیلیگیٹ شامل ہونگے۔

مہاراجہ صاحب نیپال نے ملک معظم قیصر ہند کو دعوت دی ہے کہ جب آپ دہلی دربار سے فارغ ہو جاویں تو شیر کا شکار کھیلنے کے لئے یہاں بھی تشریف لاویں۔

یہ خبر مسرت سے سنی جاویگی کہ گورنمنٹ بلوچستان نے اپنے تمام اخبار بلوچستان گزٹ کی سرپرستی قبول فرمائی ہے۔

جاپان کے بازاروں میں لوگوں کو کہانیاں سنانے والے پیشہ وروں کی بڑی کثرت ہے۔ صرف ٹوکیو میں ہی ۶۰۰ اس قسم کے آدمی پائے جاتے ہیں۔

سانپ کی آنکھیں کبھی بند نہیں ہوتی۔ وہ سوتا ہو یا جاگتا ہو شب و روز کھلی ہی رہتی ہیں۔ اور اس کے مرنے کے بعد بھی بند نہیں ہوتی۔ اس کی آنکھوں پر پپوٹے نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک شیشے کی طرح چمکدار شے اُن پر لگی ہوئی ہوتی ہے جسکے اندر سے وہ ہر چیز صاف طور سے دیکھ سکتا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر سی۔ بی۔ بیلی افسر محکمہ پبلک ورکس بنگال آئندہ دربار تاجپوشی دہلی میں پرنس کیمپ کے انچارج ہونگے۔ مسٹر بیلی حضور ملک معظم کے بحیثیت پرنس آف ویلز گذشتہ رونق افروزی کلکتہ کے وقت استقبال کمیٹی کے سکرٹری تھے اور اپنے حسن انتظام پر ایم وی او کا اعزاز انہوں نے پایا تھا۔

شہنشاہ جرمنی ہندوستان سے سانڈ منگا کر اپنے ہاں بیلوں کی نسل کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ ہندوستان میں سانڈوں کی قدر نہیں کی جاتی لیکن ممالک غیر میں اُن کے فوائد پر نظر ڈالی گئی ہے۔

بچوں کی کالی کھانسی کا ایک مجرب نسخہ دریافت ہوا ہے جو یہ ہے۔ کہ وہ بچہ جسکو یہ مرض ہو بھیڑوں کے گلے کے درمیان کچھ دیر تک رہے اور یہ علاج صرف ایک دن میں صحت کرتا ہے



مسٹر سپرجن صاحب مرحوم ومغفور مشہور واعظ انجیل کی زندگی پر ایک نظر

مسٹر سپرجن صاحب اپنا وعظ کبھی تحریری نہیں دیا کرتے تھے۔ اُن میں یہ خوبی تھی کہ اپنے خیالات کے خاکے کو کاغذ پر لکھ لیتے اور پھر اُس کے مطابق وعظ کرتے۔ اُن کی تقریر میں خداداد حلاوت بھری ہوئی تھی جو کہ بارہ ہزار مجمع کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ وہ اکثر زندہ مسیح اور اُس کے بیش قیمت کفارے کو پبلک کے سامنے پیش کرتے تھے۔ سائنس یا فلسفہ یا دیگر امور کے متعلق جیسا کہ آجکل کے واعظین کا دستور ہے۔ وہ کوئی بات نہ کہتے تھے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ سائنس فلسفہ پر لکچر دینا آئی زمانہ کس درجے تک انسانی بہبودی کے شایاں ہے یا نہیں۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ خالص مسیح کی تعلیم اور اُس کے کفارے کو سامعین کے آگے پیش کرنا کسی اور قسم کے لکچر دینے سے زیادہ مفید ہے۔ سائنس کو نجات کے اصولوں سے کوئی تعلق نہیں جنکی بنیاد ظہورات پر ہیں طویل دیکر سمع خراشی کریں۔

آجکل دیکھا جاتا ہے کہ واعظ عموماً دوسرے عالموں کے خیالوں کو لیکر لکچر دیتے ہیں۔ یا منادی کرتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں۔ سب سے بڑا نقص جو اس میں عاید ہوتا ہے یہ ہے کہ ہم دوسرے کے خیال کو اچھی طرح نباہ نہیں سکتے۔ جیسا کہ خود اپنے خیال کو۔ مسٹر سپرجن صاحب میں یہ خوبی تھی کہ وہ اکثر اپنا ہی وعظ کرتے تھے۔ اس میں کسی دوسرے عالم کے خیالات کی ملاوٹ نظر نہیں آتی۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں عالم شخص بھی اسباب کا یا اسباب کا قائل ہے یا نہیں گرچہ کچھ ہم کہیں گے وہ دل سے اور نہایت یقین کیساتھ کہیں گے۔ اور ہمارا بولنا سامعین کے لئے زیادہ مفید ہوگا۔ مسٹر سپرجن کے وعظ کا بھی یہی طریقہ تھا۔ وہ آپ جو کہتے تھے جو کچھ کہتے تھے دل سے کہتے تھے۔

مسٹر سپرجن صاحب کے وعظ کی قدر اور ہر دلعزیزی کے ثبوت کو ہم اس ایک بات پر اکتفا کرتے ہیں کہ ۱۸۵۶ء کے غدر میں جو کہ ہند میں ہوا اُس کے متعلق اُنہوں نے ولایت کے مشہور کرسٹل پیلیس میں لکچر دیا اور اس کے سننے کے لئے بائیس ہزار آدمیوں کا مجمع جمع ہوا تھا۔ آج تک کسی لکچرار کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔

باوجودیکہ صفات دیگر کے مسٹر سپرجن صاحب کار خیر میں برابر حصہ لیتے رہے یتیم خانے اور بورڈنگ ہاؤس میں وہ اپنی آمدنی کا وہ بہت سا حصہ صرف کرتے تھے۔ بیماروں کے پاس جاکر انہیں تسلی بخش کلام سناتے تھے۔ چنانچہ لنڈن میں ایک محلہ میں سخت ہیضہ پڑا اور اُن کی جماعت کے لوگ جن کے یہ پاسبان تھے۔ اس مرض میں مبتلا ہوئے اور بعض مر بھی گئے اس سے مسٹر سپرجن صاحب کو بڑا صدمہ ہوا۔ ایک دن جبکہ وہ کسی بیمار کے پاس جارہے تھے تو ایک دوکان پر جو راہ میں تھی۔ موٹے حروف میں یہ آیت لکھی پڑھی۔ کیونکہ تو نے خداوند کو جو میری پناہ گاہ ہے اپنا مسکن اختیار کیا اس لئے تجھ پر کوئی آفت نہ آئے گی اور کوئی وبا تیرے خیمے کے پاس نہ پہنچے گی۔" اس آیت سے تمام رنج و غم مسٹر سپرجن صاحب کا جاتا رہا اور تمام خدشے جو اس بیماری کی طرف سے دل میں تھے مٹ گئے۔

ہمارے بعض پاسبان خدا واسطے بیماریوں سے بھی پرہیز کرکے بیمار کے پاس جانا گوارا نہیں کرتے۔ میں بہت دفعہ اس کا تجربہ کرچکا ہوں۔ پاسبان کے لئے یہ بات موزوں نہیں۔ ہمیں اپنی حفاظت کرنی تو درست ہو۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ خدمت لینے سے خدمت کرتے ہوئے جان دینا بہتر ہے۔ جبکہ ہماری پناہ گاہ خداوند ہے اور یہ ہمارا ایمان ہے تو کوئی وبا ہمارے خیموں کے گرد ہرگز نہ پہونچے گی۔ ہم کیوں کسی بیمار کی تیمارداری سے پرہیز کریں۔ جبکہ ہمیں اس قسم کا موقعہ ملتا ہے۔

مسٹر سپرجن صاحب کا انتقال

دنیا میں جو پیدا ہوا اُسے مرنا ضرور ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ خداوند کے پیاروں نے اس کے تلخ جام کو پیا۔ اگرچہ بعضوں کی موت میں فرق ہے۔ کوئی ابدی جلال کے لئے مرتا ہے۔ کوئی دوزخ کی آگ کا ایندھن بنتا ہے لیکن اُس کی موت مبارک ہے جو خداوند مسیح میں مرے کیونکہ آئندہ زندگی کی اُسے پختہ اُمید ہے۔

اس قسم خدمت میں متواتر بیماریوں کے بعد ۳۱ جنوری ۱۸۹۲ء میں اس سچے سپاہی نے اپنے اسلح جنگ خداوند کے سپرد کئے۔ اور چپ چاپ مسیح میں سوگئے اُنکی وفات کی خبر بذریعہ اخبارات و تار تمام انگلینڈ میں مشتہر ہوگئی۔ اور ہر گروہ کو اُن کی وفات کا بڑا صدمہ گذرا۔ مسٹر سپرجن صاحب انگلینڈ کے ان اولوالعزم اور عالی قدر لوگوں میں سے ایک تھے۔ جن کا نام ہر ایک جگہ عزت و شہرت سے لیا جاتا ہے۔

اُنکی نعش مصالح لگاکر انگلستان کو لائی گئی۔ اور ان کا تابوت اس پلیٹ فارم پر جہاں یہ بہادر اپنے ہاتھ میں بائبل مقدس لیکر کھڑا ہوتا۔ اور ہزارہا لوگوں کو اپنے پرتاثیر وعظ سے متاثر کرتا تھا رکھا گیا۔ اُنکے تابوت پر یہ آیت کندہ تھی "میں اچھی لڑائی لڑ چکا۔ میں نے اپنی دوڑ کو ختم کیا۔ میں نے ایمان کو بچائے رکھا" ۹ فروری ۱۸۹۲ء کو ساٹھ ہزار لوگ ان کو آخری الوداع کہنے کو حاضر ہوئے۔ چار ہزار خادمان دین اور عیسائیوں نے حاضر ہوکر اپنے ہم خدمت واعظ کو الوداعی اڈریس دیا اور اُن کے تابوت کو قبر میں رکھ کر قیامت کے دن کے لئے خداوند کے مقدس ہاتھوں میں سونپ دیا۔

وہ آواز جو سیدنیٹ بل جیپل کا ہال گونج رہا تھا ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی۔ وہ وجود جس کے دیکھنے سے مجمع میں خاموشی کا عالم طاری ہوجاتا تھا خاک کے سپرد ہوگیا۔ یتیم نالہ کرنے لگے بیواؤں نے ماتم کیا۔ غرباء نے آہیں بھریں کیونکہ اُن کا ایک بڑا مونس اور غمگسار ہمیشہ کے لئے اُن سے جدا ہوگیا۔

ناظرین نورافشاں مسٹر سپرجن صاحب مرحوم کی زندگی پر غور کریں۔ وہ ہمارے لئے بہت سی باتوں میں نمونہ ہیں۔ اُنکی زندگی ہر ایک مسیحی کیلئے فائدہ مند ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ میری چند سطریں بہتوں کیلئے مفید ثابت ہونگی۔ مبارک ہیں وہ مردے جو کہ مرتے ہیں مسیحا میں ۔م

سنڈے اسکول کے سبق

تصویر دار پرچے سنڈے اسکول

۲۵ عدد فی ہفتہ سال تمام کے لئے

محصولڈاک علاوہ اور سنڈے اسکول سبق۔

۵۲ ہفتوں کے واسطے

قیمت فی سبق محصولڈاک علاوہ یعنے ۱۰ کاپی فی ہفتہ تمام سال کے واسطے صرف ایک روپیہ اور محصولڈاک۔

یہ سبق اُردو اور فارسی حروف میں چھاپے جاتے ہیں اور چار قسطوں میں بھیجے جاتے ہیں۔

یہ تمام سبق انٹرنیشنل سیریز کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں جو تمام دنیا میں استعمال کی جاتی ہے۔ پادری ہنری فورمن صاحب ڈی۔ ڈی کی تصنیف سے نوٹس اُردو میں تیار کئے جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ ڈین بائبل ریڈنگ ایسوسی ایشن کی تلاوت کی فہرستیں بھی چھاپی جاتی ہیں۔

حقیقت یہہ ہے۔

کہ بائبل کی تعلیم کے واسطے سب سے عمدہ سبق ہیں ان کا سلسلہ ایسا چلتا ہے کہ سات سالوں میں کل بائبل کی تعلیم ملجاتی ہے۔ یعنے پاک کلام کی پوری واقفیت ہوجاتی ہے اس لئے بذریعہ اس اشتہار کے ترغیب دیجاتی ہے کہ تمام مشن اسکولوں میں یہ سبق بطور ٹیکسٹ بک کے استعمال کئے جاویں گی ایک مشن اسکول اس کا استعمال کررہے ہیں پر ہمارا مطلب ہے کہ تمام سکولوں میں ان کا رواج ہونا چاہئے کیونکہ یہ ازحد مفید ہیں۔

جو صاحب ان کو چاہتے ہیں سو اطلاع فرماویں درخواست پہ پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی لودیانہ لکھنا کافی ہے۔ سال بھر کی قیمت پیشگی لی جاویگی وی۔ پی کے ذریعہ سے۔

قوت کی گولیاں

دن آگئے جلد منگائیے

ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ قوت کی گولیاں ۱۴ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں۔ طاقت دینے والی مشہور دوائیں زعفران مشک وغیرہ ملاکر یہ گولیاں بنی ہیں۔ مقوی معدہ۔ رگ اور خون کو طاقت دینے کا موثر رکھتی ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فایدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور دماغ میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی حالت دور ہوکے جسم میں دوبارہ جوش ہوتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی و ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ھ

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلا قیمت دیجاتی ہیں۔

استعمال کے اول ہی روز سے فایدہ دکھاتی ہیں۔ ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلا قیمت ان کی آزمایش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کے واسطے دو پیسہ کا ٹکٹ پیٹنٹ لفافہ میں بھیجئے اور اسی خط میں اس اشتہار اور گولیوں کے نام ریتہ صاف طور پر لکھئے۔ پتہ لکھنے میں مقام ڈاکخانہ و ضلع لکھئے۔

المشتہر۔ ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ٦

تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

سی۔ بی۔ بی ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۷٦ء

پرفضا محل وقوع

مستند اُستادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ۔

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہوسکتے ہیں۔

شرح۔ خرچ خوراک مع فیس جماعت فی ماہ صہ اگر وہ طالبعلم ایک ہی خاندان کے ہوں لعہ سے زیادہ لعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ ہذا متعلقہ سکول ہذا میں جن کرسیاں گول وکریم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پہ تیار ہوتا ہے قیمت کرسیاں لعہ سے ماعہ کر وقوع مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب سکول ہذا سے خط و کتابت کریں

پریسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ وہ مسیحی سمیتوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جیکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پاسکتے ہیں۔ ۱۸ برس میں اس فنڈ نے ۸ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً ڈیڑھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آ چکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۴۴ ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہوسکتا ہے۔

اور نئے پراسپیکٹس اردو و انگریزی میں سکریٹری وائس صاحب پادری ڈاکٹر جے کلارک ایم۔ اے نرکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ۲ عہ

ہندوستان و پنجاب ۲ عہ

غیر ممالک سے ۵ عہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	۱ے
چوتھائی کالم	صہ	۱ے	للعہ
نصف کالم	۱ے	للعہ	صہ
پورا کالم	للعہ	صہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	صہ	مار

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ہر ایک ردیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام دائیل برادرز چھپا اور شایع ہوا۔